ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

37

www.tanzeem.org

17 تا 23 ستمبر 2013ء/10 تا 16 ذوالقعدہ 1434ھ

اس شمارے میں

صرف ایک اے پی سی اور

سلسلۂ نبوت ورسالت: چند اہم مباحث

یہ ایک سجدہ ......

جمہوریت، الیکشن اور خلافت

مصر کی سنگین صورتحال

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام خصوصی سیمینار

شام پر متوقع امریکی حملہ؟

اگر شرم وحیا رخصت ہو جائے

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

عالمی نظامِ خلافت: نقطۂ آغاز پاکستان ہو گا!

ان شاءاللہ

مجھے اس بات کا یقین حاصل ہے کہ قیامت سے قبل پورے کرۂ ارض پر اللہ کے دین حق کا غلبہ اور خلافت علیٰ منہاج النبوت کے نظام کا قیام لازماً ہو کر رہے گا۔ بحمد اللہ مجھے ''حق الیقین'' کی کیفیت حاصل ہے کہ غلبۂ دین حق اور قیام نظام خلافت کا نقطۂ آغاز بننے کی سعادت ان شاءاللہ العزیز اسی ارضِ پاکستان اور اس سے ملحق سرزمین افغانستان کو حاصل ہو گی جسے ماضی میں خراسان کہا جاتا تھا۔ میرے اس یقین کی حد کو پہنچنے والے گمان کی بنیاد بعض احادیث نبویہؐ (کے اشارات) ہیں، جن کی بناء پر علامہ اقبالؒ نے کہا تھا کہ ؎

میر عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے　　　میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

اور پھر کون سے تعجب کی بات ہو گی اگر تاریخ کی کوئی کروٹ ؎

عطا مومن کو پھر درگاہ حق سے ہونے والا ہے　　　شکوہ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی

کے مصداق مجدّد دینِ ہند کا علم وحکمت اور فکر وفہم اور دوسری جانب سے مسلمانان افغانستان کا جذبۂ عمل اور جوشِ جہاد، دریائے سندھ اور دریائے کابل کی مانند باہم مل کر احیاء اسلام، غلبۂ دین اور عالمی نظام خلافت کے قیام کا نقطۂ آغاز بن جائیں۔ اللہ کی قدرت سے کچھ بھی بعید نہیں ہے۔ چنانچہ صرف اسی کے فضل وکرم کے سہارے اور اس کی قدرت کاملہ کی بناء پر میری یہ امید قائم ہے کہ ان شاءاللہ اسی سرزمین پاکستان وافغانستان سے اس عمل کا آغاز ہو گا، جس کے نتیجے میں یہ کیفیت پیدا ہو کر رہے گی کہ ؎

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے　　　یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بانی تنظیم اسلامی

الھدیٰ (579)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃ اِبْراھِیم

(آیات:32تا34)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ ۚ وَ سَخَّرَ لَکُمُ الۡفُلۡکَ لِتَجۡرِیَ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِہٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَکُمُ الۡاَنۡہٰرَ ﴿ۚ۳۲﴾ وَ سَخَّرَ لَکُمُ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ دَآئِبَیۡنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَکُمُ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ ﴿ۚ۳۳﴾ وَ اٰتٰىکُمۡ مِّنۡ کُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡہُ ؕ وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ کَفَّارٌ ﴿٪۳۴﴾

آیت ۳۲ ﴿اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ ۚ﴾ ’’اللہ ہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور اتارا آسمان سے پانی‘ پھر نکالا اس کے ذریعے سے پھلوں کی شکل میں تمہارے لیے رزق۔‘‘

﴿وَ سَخَّرَ لَکُمُ الۡفُلۡکَ لِتَجۡرِیَ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِہٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَکُمُ الۡاَنۡہٰرَ ﴿۳۲﴾﴾ ’’اور مسخر کر دیا تمہارے لیے کشتی کو کہ وہ چلے سمندر میں اس کے حکم سے‘ اور اس نے مسخر کر دیے تمہارے لیے دریا (اور نہریں وغیرہ)۔‘‘

آیت ۳۳ ﴿وَ سَخَّرَ لَکُمُ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ دَآئِبَیۡنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَکُمُ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ ﴿۳۳﴾﴾ ’’اور مسخر کر دیا تمہارے لیے سورج اور چاند کو‘ کہ مسلسل چل رہے ہیں‘ اور مسخر کر دیا تمہارے لیے رات کو اور دن کو۔‘‘

ان تمام چیزوں کے گنوانے سے انسان کو یہ جتلانا مقصود ہے کہ زمین کے دامن اور آسمان کی وسعتوں میں اللہ کی تمام تخلیقات اور فطرت کی تمام قوتیں مسلسل انسان کی خدمت میں اس کی نفع رسانی کے لیے مصروفِ کار ہیں اور وہ اس لیے کہ اس کائنات میں انسان ہی ایک ایسی مخلوق ہے جو سب مخلوقات سے اعلیٰ ہے۔ اللہ نے یہ بساط کون و مکان انسان ہی کے لیے بچھائی ہے اور باقی تمام اشیاء کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کی ضروریات پوری کریں۔ یہی بات سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۹ میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے: ﴿ہُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ٭﴾ یعنی یہ زمین میں جو کچھ بھی نظر آ رہا ہے یہ اللہ نے تمہارے (انسانوں کے) لیے پیدا کیا ہے۔ اور ان چیزوں کو تمہاری ضرورتیں پوری کرنے کے لیے مسخر کر دیا ہے۔

آیت ۳۴ ﴿وَ اٰتٰىکُمۡ مِّنۡ کُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡہُ ؕ﴾ ’’اور اُس نے تمہیں وہ سب کچھ دیا جو تم نے اُس سے مانگا۔‘‘

یہ مانگنا شعوری بھی ہے اور غیر شعوری بھی۔ یعنی وہ تمام چیزیں بھی اللہ نے ہمارے لیے فراہم کی ہیں جن کا تقاضا ہمارا وجود کرتا ہے اور ہمیں اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لیے ان کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انسان کو پوری طرح شعور نہیں ہے کہ اسے کس کس انداز میں کس کس چیز کی ضرورت ہے اور اس کی ضرورت کی یہ چیزیں اسے کہاں کہاں سے دستیاب ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی دُنیوی زندگی کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے اسباب و نتائج کے ایسے ایسے سلسلے پیدا کر دیے ہیں جن کا احاطہ کرنا انسانی عقل کے بس میں نہیں ہے۔ اللہ نے بہت سی ایسی چیزیں بھی پیدا کر رکھی ہیں جن سے انسان کی ضرورتیں انجانے میں پوری ہو رہی ہیں۔ مثلاً ایک وقت تک انسان کو کب پتا تھا کہ کون سی چیز میں کون سا وٹامن پایا جاتا ہے۔ مگر وہ وٹامنز مختلف غذاؤں کے ذریعے سے انسان کی ضرورتیں اس طرح پوری کر رہے تھے کہ انسان کو اس کی خبر تک نہ تھی۔ بہر حال اللہ ہمیں وہ چیزیں بھی عطا کرتا ہے جو ہم اس سے شعوری طور پر مانگتے ہیں اور وہ بھی جو ہماری زندگی اور بقا کا فطری تقاضا ہیں۔

﴿وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ کَفَّارٌ ﴿۳۴﴾﴾ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو گے تو نہیں گن سکو گے۔ یقیناً انسان بڑا ہی ظالم اور بہت ناشکرا ہے۔‘‘

انسان کے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اللہ کی نعمتوں کو گن سکے۔ کَفّار (ک کی زبر کے ساتھ) یہاں فَعّال کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے‘ یعنی ناشکری میں بہت بڑھا ہوا۔

فرمان نبویؐ

خوشبو لگا کر باہر جانے والی عورت

عَنۡ أَبِیۡ مُوۡسَی الۡاَشۡعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ ((أَیُّمَا امۡرَاَۃٍ اسۡتَعۡطَرَتۡ فَمَرَّتۡ عَلٰی قَوۡمٍ لِیَجِدُوۡا رِیۡحَہَا فَہِیَ زَانِیَۃٌ)) (رَوَاہُ أَحۡمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالۡحَاکِمُ)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے، تاکہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ (عورت) بدکار (زانیہ) ہے۔‘‘

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

17 تا 23 ستمبر 2013ء — جلد 22
10 تا 16 ذوالقعدہ 1434ھ — شمارہ 37

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صرف ایک اے پی سی اور!

کوئی گھرانہ، خاندان، محلہ، اہلِ شہر، قوم، اہلِ وطن یا ملت اگر اپنے مسائل کے حل کی تلاش میں سر جوڑ کر بیٹھتے ہیں اور باہم مشورہ کرتے ہیں تو اس میں نہ صرف یہ کہ کوئی حرج نہیں بلکہ یہ دین و دنیا کے معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کے لیے انتہائی مفید اور سودمند ہے۔ اللہ رب العزت اپنے کلام پاک میں مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے امورکی انجام دہی کے لیے باہم مشورہ کریں۔ لہٰذا ہم کسی اے پی سی کی مخالفت نہیں کر سکتے لیکن جیسا کہ فرمانِ نبویؐ ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ نیت نیک ہو، اخلاص ہو اور کچھ کرنے کا عزم ہو تو ایسی مشاورت مفید ہے۔ نتیجہ کا ذمہ دار انسان نہیں ہے اور نہ یہ اُس کے بس ہی کی بات ہے۔ سچی بات ہے کہ ماضی میں منعقد ہونے والی بہت سی کل جماعتی کانفرنسوں کے بارے میں ہم نیت اور خلوص کے حوالہ سے تو کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں، البتہ کچھ کرگزرنے کا عزم قطعی طور پر نظر نہیں آتا۔ لہٰذا سرمایہ اور وقت صرف کرنے کے بعد احساس ہوا کہ بات نشستند گفتند اور برخاستند تک محدود رہی۔ اگرچہ بڑی اچھی اچھی قراردادیں منظور کی گئیں، پھر اُنہیں عوام کی نمائندہ اسمبلی سے منظور بھی کروایا گیا، لیکن عمل ندارد۔ کسی انتہائی قابل اور تجربہ کار ڈاکٹر یا حکیم کا نسخہ اُس وقت تک مریض کی شفا کا ذریعہ نہیں بن سکتا جب تک دوائیں استعمال نہ کی جائیں جو اُس میں تجویز کی گئی ہے۔ کتابوں میں لکھے ہوئے سنہری اصول فرد یا معاشرہ میں اُس وقت تک تبدیلی کا موجب نہیں بن سکتے جب تک وہ اُس پر عملی طور پر کاربند نہ ہوں۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے دور میں منعقد ہونے والی تمام کل جماعتی کانفرنسوں کی دیدہ زیب قراردادوں کو ردی کی ٹوکری میں پناہ ملی۔ اِس حوالہ سے دیکھا جائے تو ہمیں موجودہ حکومت کی طلب کردہ اے پی سی سے بھی کوئی خاص توقع نہ تھی۔ اِس لیے بھی کہ سوچ، اندازِ کار اور طرزِ حکومت کے حوالہ سے ہمیں کوئی خاص فرق محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ البتہ آنیاں جانیاں اور اچھل کود پہلے کی نسبت کافی زیادہ تھی۔ بہرحال اے پی سی کا انعقاد ہو گیا۔ اعلامیہ سامنے آیا تو بہت سے لوگوں نے مایوسی کا اظہار کیا کہ پھر محض باتیں ہی باتیں کوئی عملی اقدام ہوتا نظر نہیں آتا۔ اگرچہ ہمارے پاس کوئی ٹھوس اور مضبوط دلیل نہیں ہے، لیکن خدا جانے کیوں ہمارا دل کہتا ہے کہ یہ اے پی سی نتائج کے حوالہ سے شاید سابقہ کانفرنسوں سے مختلف ثابت ہو۔ اِس لیے بھی کہ اِس اے پی سی میں بڑے بڑے دعوے نہیں کیے گئے سوائے اس کے کہ ہم ڈرون حملوں کا مسئلہ سلامتی کونسل میں لے جائیں گے۔ سوال یہ ہے کہ کس منہ سے ہم سلامتی کونسل جائیں گے؟ کون نہیں جانتا کہ ڈرون حملے پاکستان کی حکومت اور عسکری قیادت کی مرضی سے کیے جاتے تھے اور شاید کیے جاتے ہیں۔ پھر یہ کہ سلامتی کونسل میں امریکہ کو ویٹو پاور حاصل ہے۔ یہ تو اُس کی قانونی طاقت ہے، جبکہ وہ مست ہاتھی مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا ہو تو قانونی ہی نہیں غیر قانونی راستے اختیار کرنے میں بھی کوئی عار نہیں سمجھتا۔ کیا اُسے عراق پر حملہ کرنے کی سلامتی کونسل نے اجازت دی تھی اور کیا وہ شام کے معاملے میں سلامتی کونسل کو پاؤں تلے روندنے کا طے نہیں کر چکا تھا۔ لہٰذا یہ تو کاغذی کارروائی تھی جو عوام کو دکھانے کے لیے ڈالی گئی۔ اعلامیہ کی جس بات نے ہمیں کسی قدر متاثر کیا ہے، وہ طالبانِ پاکستان سے مذاکرات کے حوالہ سے ہے۔ مذاکرات کی بات کرتے ہوئے اُنہیں انتہا پسند یا دہشت گرد قرار نہیں دیا گیا۔ مذاکرات ہی کو مسئلہ کا حتمی اور اصلی حل قرار دیا گیا ہے۔ مذاکرات کی ناکامی کی صورت میں ریاستی قوت کے استعمال کا ذکر نہیں ہے۔ ہم اِسے مثبت ہی نہیں، انتہائی مثبت طرزِ عمل قرار دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی اگر کسی دوسرے فریق سے بات کرنے سے پہلے اُسے یہ پیغام دے کہ اگر میری اور تمہاری ملاقات کامیاب نہ ہوئی تو میں ڈنڈا استعمال کروں گا، تو یہ انتہائی احمقانہ اور متکبرانہ طرزِ عمل ہے۔

بلوچستان اور کراچی میں بدامنی کو کنٹرول کرنے کا معاملہ متعلقہ وزراءاعلیٰ ہی کے سپرد کرنا ایک آئینی اور جمہوری مجبوری تو ہو سکتی ہے، لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ بلوچستان کے وزیراعلیٰ تین ماہ میں کابینہ نہیں تشکیل دے سکے اور سندھ کے وزیراعلیٰ کی گزشتہ پانچ سال میں کارکردگی صفر رہی تو اب وہ کیا کارنامہ سرانجام دیں گے۔ مرکزی حکومت کو آگے بڑھ کر دونوں صوبوں میں امن وامان کے قیام میں اپنا کردار ادا کرنا ہوگا، وگرنہ مرکزی وزیر داخلہ اور وزارت داخلہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کراچی میں پولیس اور رینجرز نے ٹارگٹڈ اپریشن شروع کیا ہے۔ ایم کیو ایم کی چیخ وپکار بتا رہی ہے کہ اب پولیس اور رینجرز مجرموں کو بچانے کے لیے سیاسی دباؤ قبول نہیں کر رہے۔ ہماری رائے میں یہ بھی ایک مثبت پیش رفت ہے۔ یہ آپریشن ''کسی سے ناانصافی اور زیادتی نہیں ہوگی اور کوئی مجرم بچ نہیں سکے گا'' کے بنیادی اصول طے کر کے کیا جائے تو کراچی کے حالات سنور سکتے ہیں۔ البتہ یہ ہماری خفیہ ایجنسیوں کا کام ہے کہ وہ کراچی اور بلوچستان میں غیر ملکی مداخلت کی نشاندہی کریں اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اُنہیں آہنی گرفت میں لیں۔

ہماری دعا ہے کہ کراچی اور بلوچستان میں بدامنی اور قتل وغارت کا سلسلہ بند ہو جائے۔

انتہائی اہم سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان کے تمام بنیادی مسائل اس سے مستقل بنیادوں پر حل ہو جائیں گے؟ کیا پاکستان کو لاحق داخلی و خارجی خطرات اس اے پی سی کے فیصلوں پر عمل درآمد کرنے سے ٹل جائیں گے؟ کیا مسائل جڑ سے ختم ہو جائے گے؟ کیا اہل پاکستان کی دنیا سنور جائے گی؟ اور کیا مسلمانان پاکستان کی آخرت میں کامیابی کا سامان ہو جائے گا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ ہمیں ایک بڑے مقصد کے لیے ایک بڑی APC کا اہتمام کرنا ہوگا۔ سیاسی جماعتوں کے ساتھ مذہبی جماعتوں کو بھی ساتھ بٹھانا ہوگا، اور انتہائی سنجیدگی سے اس امر پر غور کرنا ہوگا، کہ آخر کیوں ہم اس حالت کو پہنچے ہیں کہ دنیا ہم پر ہنس رہی ہے۔ کوئی ہمیں اپنے گھڑے کی مچھلی قرار دیتا ہے، کوئی منگتا کہہ کر حقارت سے دیکھتا ہے، کوئی دہشت گرد کہہ کر دھتکارتا ہے۔ ہمارے دینی شعائر کا کھلم کھلا استہزا کیا جاتا ہے اور ہم بے بس اور مجبور ہو کر اپنی ذلت وخواری کو قبول کرنے پر مجبور ہیں۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟

ہمیں یہ سب کچھ اس لیے دیکھنا اور گوارا کرنا پڑا کہ ہم اس صراطِ مستقیم سے ہٹ گئے تھے جس پر تحریک پاکستان کے دوران چلنے کا پختہ عزم اور عہد کیا تھا، ہم نے اُس سے انحراف کیا، ہم نے کج روی اختیار کی۔ ہم نے وعدہ وفا کرنے، اللہ کا دامن تھامنے اور اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی رہنمائی قبول کرنے کی بجائے تنکوں کا سہارا لیا اور امریکی ڈکٹیشن کو ہر سطح پر قبول کیا اور اسی کے مطابق اپنی راہیں متعین کیں۔ امریکہ اور یورپ کی اندھی تقلید نے ہمیں کہیں کا نہ چھوڑا اور ہمارا معاملہ یہ ہوا کہ کوا چلا ہنس کی چال اور اپنی بھی بھول گیا۔ ہم نے رسولِ ہاشمی ﷺ سے اپنی نسبت کو فراموش کر دیا، جو ہمیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہے۔ لہٰذا اس آل جماعتی کانفرنس میں یہ فیصلہ کیا جائے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب رجوع کریں گے، ہم اپنا بھولا ہوا سبق یاد کریں گے۔ علاوہ ازیں ماضی کی غلطیوں اور کوتاہیوں پر توبہ کرتے ہوئے یہ قرارداد منظور کریں کہ آئندہ ہر فرد حقیقی مسلمان بننے کا عہد کرے اور اجتماعی سطح پر حقیقی اسلامی ریاست کو وجود میں لایا جائے، جس میں اللہ کے احکامات اور رسول ﷺ کے فرمودات کو بالادستی حاصل ہو گی۔ حکمرانوں سمیت کوئی شخص یا ادارہ یا جماعت شریعت کے دائرے سے باہر نہیں رہ سکے گا اور ہر سطح پر شریعت محمدیؐ کو بالفعل نافذ کیا جائے گا۔

ہم آنکھوں دیکھی چیزوں پر اتنا یقین نہیں رکھتے جتنا اس بات پر کہ اس کے نتیجہ میں پاکستان اور اہل پاکستان انتہائی خوشحال ہوں گے۔ وہ دور واپس آئے گا کہ صاحب نصاب کو زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مستحق کو ڈھونڈنے میں دشواری ہو گی۔ پھر یہ کہ پاکستان ہی کی طرف نہیں، ملت اسلامیہ کی طرف کسی کو میلی آنکھ سے دیکھنے کی جراُت نہیں ہوگی اور اصل بات یہ ہے کہ ہماری آخرت بھی سنور جائے گی جو ہماری حقیقی اور ابدی کامیابی ہوگی۔ اے پی سی، صرف ایک اے پی سی اس مقصد کے لیے بلا لیں اور خدارا مذکورہ بالا قرارداد خلوص سے اور عمل کی نیت سے منظور کر لیں۔ پھر رب کی قدرت کا نظارہ کریں۔ اللہ کے دین کی حقانیت کس طرح ثابت ہوتی ہے اور دنیا کس طرح دین متین کے ثمرات کو سمیٹے گی۔ صرف ایک اے پی سی اور۔

پریس ریلیز 13 ستمبر 2013ء — حافظ عاکف سعید

امریکہ اور روس دونوں شام میں خانہ جنگی کو طول دے کر مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتے ہیں

حکومت اور عسکری قوت کا یہ طے کرنا کہ طالبان سے مذاکرات کرنا ہی واحد آپشن ہے یقیناً صحیح سمت کی جانب قدم بڑھانا ہے

امریکہ اور روس دونوں مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ دنیا بھر میں القاعدہ کا تعاقب کرنے والا امریکہ شام پر حملہ کر کے بشارالاسد کی حکومت کو ختم کرنا چاہتا ہے اس طرح وہ بالواسطہ القاعدہ کی مدد کر رہا ہے اور روس مسلمانوں کے قتل عام میں بشارالاسد کا ساتھ دے رہا ہے۔ درحقیقت امریکہ اور روس دونوں امت مسلمہ کے دشمن ہیں۔ یہ دونوں عالمی طاقتیں شام میں خانہ جنگی کو طول دینا چاہتی ہیں تاکہ مسلمان آپس میں لڑ کر کمزور ہوں۔ امیر تنظیم نے حالیہ APC کا حوالہ دیتے ہوئے اس کے اعلامیہ کی تحسین کی۔ اُنہوں نے کہا کہ دیر آید درست آید کے مصداق حکومت اور عسکری قوت کا یہ طے کرنا کہ طالبان سے مذاکرات کرنا ہی واحد آپشن ہے یقیناً صحیح سمت کی جانب قدم بڑھانا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ عالمی قوتیں اور پاکستان میں اُن کے ایجنٹ یقیناً یہ چاہیں گے کہ ان مذاکرات کو سبوتاژ کیا جائے۔ فریقین کو اس حوالہ سے پھونک پھونک کر قدم اٹھانا ہوگا اور دشمن کی سازشوں کا توڑ کرنا ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ اس خطے کی سلامتی کا تقاضا ہے کہ بیرونی طاقتیں اس خطے سے نکل جائیں۔ اُنہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ اگلے برس امریکہ کے افغانستان سے انخلا کی صورت میں اس خطے میں مکمل امن وامان قائم ہو جائے گا اور ہم امریکہ کی مسلط کردہ اس جنگ سے نجات حاصل کر لیں گے۔ جس سے خطے کے لوگ خوشحال اور آسودہ ہو جائیں گے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

سلسلۂ نبوت ورسالت — چند اہم مباحث

سورۃ الحدید کے آخری رکوع کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 30 اگست 2013ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات قرآنی کے بعد]

حضرات! سورۃ الحدید کا آخری رکوع ابھی آپ نے سماعت فرمایا۔ یہ رکوع دراصل سورۃ الحدید کی آیت 25 کا تتمہ اور تکملہ ہے۔ آیئے، اس کا مطالعہ کریں! فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ﴾

''اور ہم نے بھیجا نوحؑ کو اور ابراہیمؑ کو اور ہم نے رکھ دی انہی دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب۔''

یہ معاملہ تاریخ نبوت و رسالت کے اعتبار سے محققین کے لیے نہایت اہم رہنمائی کا حامل ہے۔ جہاں تک حضرت نوح علیہ السلام کا معاملہ ہے وہ تو بالکل واضح ہے۔ اس لیے کہ آپؑ آدم ثانی ہیں' پوری موجودہ نسل انسانی حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے۔ قرآن مجید سے بھی اس کی گواہی ملتی ہے۔ ازروئے الفاظ قرآنی: ﴿وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ﴾ (الصّٰفّٰت) ''ہم نے صرف اسی کی نسل کو باقی رکھا''۔ آج پوری نسلِ انسانی نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں حضرت سام' حضرت حام اور حضرت یافث کی اولاد سے ہے۔ یعنی آج دنیا میں جتنی بھی اقوام عالم ہیں' سب کی سب انہی تینوں کی نسلوں سے ہیں۔ لہٰذا اس میں تو کوئی اشکال اور اشتباہ نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک نبوت حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہی میں رہی۔ البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معاملہ بہت اہم ہے۔ ظاہر بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جب ان کی نسل آگے چلی تو دُنیا میں اور اقوام بھی موجود تھیں۔ حضرت سام کی اولاد کی بھی اور بہت سی شاخیں ہیں۔ ان کے علاوہ حضرت حام اور حضرت یافث کی اولاد سے کئی نسلیں اور ان کی شاخیں ہیں۔ لیکن قرآن معین طور پر کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نبوت اور کتاب کا معاملہ صرف نسل ابراہیمی کے ساتھ مختص کر دیا گیا۔ قرآن مجید میں خصوصی اہمیت کے حامل مضامین کم سے کم دو جگہ ضرور آتے ہیں۔ لہٰذا اس مضمون کا مثنیٰ سورۃ العنکبوت کی آیت 27 ہے' جہاں تعیّن کے ساتھ واحد کے صیغے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں یہ بات کہی گئی:

﴿وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ﴾ ''ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام (جیسا بیٹا) اور یعقوبؑ (جیسا پوتا) عنایت فرمایا اور ہم نے اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی''۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد کے زمانے میں آپ ہی کی نسل میں نبوت و رسالت رہی۔ نسل ابراہیمی کی ایک شاخ بنی اسحاق (بنی اسرائیل) ہے۔ اس شاخ میں نبوت و رسالت کا سلسلہ بہت زیادہ نظر آتا ہے، بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودہ سو سال ایسے ہیں کہ جن میں نبوت و رسالت مسلسل بنی اسحاق میں رہی۔ کوئی ایک لمحہ ایسا نہ تھا جب ان میں کوئی نبی اور رسول موجود نہ ہو۔ اس شاخ میں سب سے آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے۔ دوسری شاخ بنی اسمٰعیل ہے۔ اِس میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ آپؐ سلسلۂ نبوت و رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپؐ سب سے بعد میں تشریف لائے، لیکن سب سے بلند مقام پایا۔ آج یہی دو اقوام (بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل) آپس میں مدمقابل ہیں۔ آخری زمانے کی بڑی جنگیں اکثر انہی کے درمیان ہوں گی۔ اسی کا ایک نقشہ ہم اس وقت مصر اور شام میں دیکھ رہے ہیں۔ نسل ابراہیمی کی تیسری شاخ بنی قتورہ ہے۔ اس شاخ میں حضرت شعیب علیہ السلام کی ولادت ہوئی ہے۔ یہ لوگ مدین کے علاقے میں آباد تھے۔ ان کا زیادہ تفصیلی تذکرہ ہمیں قرآن و حدیث میں نہیں ملتا۔ لیکن تاریخی طور پر وہ بھی معروف ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد بہت پھیلی ہے، اور بہت دور دور تک گئی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اس کا زیادہ حصہ عرب کے علاقے کے اندر آباد رہا ہے، لیکن 1400 ق م میں بنی اسرائیل کا جو خروج ہوا اس کے نتیجے میں ان کے کچھ قبائل لاپتہ ہو گئے تھے' جنہیں ''The lost tribes of the house of Israel'' کہا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں بھی گمان موجود ہے کہ ان کے کچھ قبائل یہاں آ کر آباد ہو گئے ہوں۔ والد صاحبؒ کو تو گمان غالب کی حد تک محسوس ہوتا تھا کہ ہندوستان میں ''برہما'' اور ''برہمن'' کا جو تصور ہے اس کا درحقیقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کوئی رشتہ ضرور ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ''نبوّت'' اور ''کتاب'' ذُرِّیتِ ابراہیمؑ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اگرچہ دنیا میں اور علاقے بھی ہیں لیکن تاریخ یہودیت اور تاریخ عیسائیت کے حوالے سے ہمارے پاس ثبوت اسی علاقے کا ہے جسے ہم مشرق وسطیٰ (Middle East) کہتے ہیں۔ درحقیقت اسلام اور ان دونوں مذاہب (یہودیت اور عیسائیت) کا تعلق اسی علاقے سے ہے۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل کے بھی جن رسولوں کا تذکرہ کیا ہے وہ بھی اسی علاقے سے متعلق تھے' یعنی حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام۔ اس کے علاوہ پوری دنیا میں دوسرے علاقوں سے' خاص طور پر ہندوستان اور چین' جو تہذیب و تمدن کے بہت قدیم مراکز ہیں' قرآن مجید نے صراحت کے ساتھ بحث نہیں کی ہے۔ امکان ہے کہ دوسرے علاقوں میں بھی نبی اور رسول آئے ہوں۔ مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کے نزدیک گوتم بدھ نبی تھے۔ قرآن مجید میں دو مرتبہ ''ذوالکفل'' کا تذکرہ آیا ہے۔ ان کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں ملتی کہ وہ کہاں پیدا ہوئے اور ان کی تاریخ کیا ہے۔ مولانا کا گمان یہ ہے کہ ''ذوالکفل'' دراصل کپل وسطو کا شہزادہ ہے۔ یہ ریاست نیپال کے علاقہ میں تھی اور ذوالکفل وہاں کے شہزادے تھے۔ اگر ایسا ہے تو یہ ماننا پڑے گا کہ وہ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں۔ اس لیے کہ

قرآن مجید کی نص قطعی کی رو سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد نبوت اور کتاب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت سے باہر ممکن نہیں۔ جو بھی نبی اور رسول آیا ہوگا وہ بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہی کی اولاد میں سے ہوگا۔

البتہ اس سے ایک اشکال سامنے آ رہا ہے‘ وہ یہ ہے کہ ایک طرف تو قرآن کہتا ہے: ﴿وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ﴾ ’’اور ہر بستی میں ایک خبردار کرنے والا (نبی یا رسول) گزرا ہے‘‘ اور: ﴿وَلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ﴾ ’’اور ہر قوم کے لیے ایک راہنما (گزرا) ہے‘‘۔ جبکہ دوسری طرف یہ حقیقت سامنے آ رہی ہے کہ کم ازکم گزشتہ ساڑھے چار ہزار برس کے دوران تو صرف ذُریتِ ابراہیمؑ ہی میں کتاب اور نبوت رہی۔

ان دونوں الفاظ ’’ھادی اور نذیر‘‘ پر غور کرتے ہوئے یہ بات ملحوظِ خاطر رہنی چاہیے کہ ہر لفظ کے کچھ مضمرات ہوتے ہیں‘ اس کی اپنی ایک connotation ہوتی ہے۔ لفظ ’’ھادٍ‘‘ یا ’’ھادی‘‘ (ہدایت دینے والا) ایک عام لفظ ہے۔ اسی طرح سے ’’نذیر‘‘ (خبردار کرنے والا) بھی ایک عام لفظ ہے۔ یہ دونوں لفظ ایسے شخص کے لیے بھی استعمال ہو سکتے ہیں جو حقائق سے آشنا ہو جائے‘ چاہے وہ از خود ہی آشنا ہوا ہو۔ قرآن مجید میں اس کی ایک بڑی اہم مثال موجود ہے۔ اور وہ اس اعتبار سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اگر اس کا تذکرہ اتنی وضاحت وصراحت کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ اہم مضمون ہم پر منکشف ہی نہ ہو پاتا۔ اور وہ مثال حضرت لقمان کی ہے۔ آپ نہ نبی تھے‘ نہ رسول تھے اور نہ ان کے بارے میں کسی نبی یا رسول کے اُمتی ہی ہونے کا کوئی ثبوت ہے۔ وہ بس ایک سلیم الفطرت‘ سلیم العقل انسان تھے۔ اس سلیم الفطرت انسان نے اپنی عقل سلیم کی راہنمائی میں غور وفکر اور سوچ بچار کے ذریعے ان تعلیمات تک رسائی حاصل کر لی جو قرآن مجید کی بنیادی تعلیمات ہیں‘ یعنی توحید اور معاد۔ نیکی اور بدی کا شعور بھی اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں ودیعت کر دیا ہے۔ نبوت اور کتاب درحقیقت ہدایتِ خداوندی کی معیّن شکلیں ہیں‘ لیکن ہدایت خداوندی اور انذار صرف نبوت اور کتاب کے ساتھ وابستہ نہیں ہے‘ بلکہ ایک حکیم اور دانا انسان بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے غور وفکر کے نتیجے میں ان حقائق تک پہنچا ہو اور اپنے ان حقائق اور اپنی علمی اور عقلی یافت کے حوالے سے لوگوں کو خبردار کر رہا ہو‘ انہیں نیکی کی تلقین کر رہا ہو۔ لیکن بہر حال نبی اور رسول چار ہزار سال تک جو بھی آیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں آیا ہے۔

یہ آیت مبارکہ ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے:

﴿فَمِنۡهُمۡ مُّهۡتَدٍ ۚ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ۝٢٦﴾

’’پس ان میں ہدایت یافتہ بھی ہیں لیکن ان کی اکثریت فاسقوں پر مشتمل ہے۔‘‘

جب تک حضرت ابراہیم علیہ السلام نہیں آئے حضرت نوح علیہ السلام کی نسل میں نبوت و کتاب رہی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اُنہی کی نسل میں نبوت و کتاب کو مخصوص کر دیا گیا۔ لیکن چاہے وہ ذُریتِ نوحؑ ہو یا ذُریتِ ابراہیمؑ‘ یہ سب کے سب نیک لوگ نہیں تھے۔ ان میں سے کچھ وہ بھی ہوئے جنہوں نے راہ ہدایت اختیار کی‘ ہدایت یافتہ ہوئے‘ جبکہ ان میں سے بہت سے وہ ہیں کہ جنہوں نے اس راستے کو چھوڑا‘ اس سے اعراض وانحراف کیا‘ بدعات اور طرح طرح کی گمراہیوں میں مبتلا ہوئے اور مشرکانہ اوہام میں مبتلا ہو گئے۔ ان میں سے کچھ لوگ یقیناً ایسے بھی تھے کہ جو ہدایت پر تھے‘ لیکن ان میں سے بہت سے فاسق اور نافرمان ہیں‘ وہ اللہ کی ہدایت سے مُنہ موڑ کر فسق وفجور میں مبتلا ہو گئے۔

یہاں یہ بات واضح کر دی جائے کہ ہمارے ہاں سیدزادے کا مخصوص تصور پایا جاتا ہے۔ سید زادہ وہ شخص کہلاتا ہے جس کا نسلی رشتہ کسی نہ کسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضور ﷺ تک پہنچ رہا ہو۔ قابل غور بات یہ ہے کہ بنی اسرائیل بھی پیغمبروں کی اولاد ہیں۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، اُن کے بیٹے اسحاق علیہ السلام اور ان کے بیٹے یعقوب علیہ السلام اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کے گیارہ بیٹوں کی اولاد ہیں۔ لیکن قرآن کہتا ہے کہ وہ سارے ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ اگرچہ اللہ نے اُن میں کتابیں بھی بھیجیں، اُن میں نبی اور رسول آئے لیکن اولادِ ابراہیم علیہ السلام میں سے کچھ ہی ہدایت یافتہ تھے۔ ان میں سے بڑی تعداد نافرمانوں پر مشتمل تھی۔ اُن پر اللہ کا غضب ہوا۔ لہٰذا یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کا نبی اور رسول کے ساتھ کوئی نسبی رشتہ جڑ گیا تو اب وہ پاک صاف ہے۔ وہ بڑی روحانی شخصیت ہے، چاہے شرابی اور بدکار کیوں نہ ہو۔ کنعان حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا۔ کیا وہ ان کے سامنے غرق نہیں ہوا۔ پس آدمی کا انجام اُس کے عمل کے اعتبار سے ہوگا، نہ کہ حسب نسب کی بنیاد پر۔

﴿ثُمَّ قَفَّيۡنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمۡ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيۡنَا بِعِيۡسَى ابۡنِ مَرۡيَمَ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡاِنۡجِيۡلَ ۙ﴾

’’پھر ان کے پیچھے اُنہی کے قدموں پر (اور) پیغمبرؑ بھیجے اور ان کے پیچھے مریمؑ کے بیٹے عیسٰیؑ کو بھیجا اور ان کو انجیل عنایت کی۔‘‘

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بھی بہت سے رسول آئے، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے۔ پھر نسل ابراہیمی کی ایک شاخ بنی اسرائیل میں بہت سے رسول آئے۔ اس شاخ میں آخری نبی اور رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے (جو نبی آخر الزمان ﷺ سے پہلے تشریف لائے)۔ چنانچہ کسی اور کا ذکر نہیں کیا۔ انہی کا ذکر کر دیا۔

اب آگے براہ راست عیسائیت کا تذکرہ ہے۔

﴿وَجَعَلۡنَا فِىۡ قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ رَاۡفَةً وَّرَحۡمَةً ؕ (۲۷)﴾

’’اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی ان کے دلوں میں شفقت اور مہربانی ڈال دی۔‘‘

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے متعلق فرمایا کہ ان کے ہاں بڑی رقت قلبی تھی، رافت اور نرمی تھی، وہ اللہ کے سامنے سربسجود رہتے تھے۔ انہی میں سے وہ بھی تھے جنہیں نجاشی نے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک بڑے وفد کی صورت میں بھیجا تھا۔ آپؐ نے ان کو قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سنائیں تو ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے۔ بحیرہ راہب بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھا۔ یہود کے دل تو بہت سخت ہو گئے تھے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے اندر رافت ورحمت موجود تھی اور ابتدائی دور میں تو یہ بہت نمایاں تھی۔

اس کے بعد فرمایا:

﴿وَرَهۡبَانِيَّةَ ۨابۡتَدَعُوۡهَا مَا كَتَبۡنٰهَا عَلَيۡهِمۡ اِلَّا ابۡتِغَآءَ رِضۡوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوۡهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيۡنَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡهُمۡ اَجۡرَهُمۡ ۚ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ (۲۷)﴾

’’اور لذت سے کنارہ کشی کی تو انہوں نے خود ایک نئی بات نکال لی۔ ہم نے ان کو اس کا حکم نہیں دیا تھا، مگر (انہوں نے اپنے خیال میں) اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (آپ ہی ایسا کر لیا تھا) پھر جیسا اس کو نباہنا چاہیے تھا نباہ نہ سکے۔ پس جو لوگ ان میں سے ایمان لائے ان کو ہم نے ان کا اجر دیا اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں‘‘۔

اس رأفت اور رحمت کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ جب یہ چیز حد اعتدال سے تجاوز کر گئی تو اس نے رہبانیت کی شکل اختیار کر لی۔ ’’رَہب‘‘ کا مطلب خوف ہے۔ رہب سے ’’رَ‘‘ کے زبر کے ساتھ رَہبان بنتا ہے۔ جیسے رَحم سے رَحمان۔ یہ فَعلان کے وزن پر مبالغے کا صیغہ ہے کہ جب کوئی وصف بہت ہی ہیجانی کیفیت میں ہو‘ طوفانی انداز کا ہو‘ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ہو۔ تو رَہبان سے مراد وہ شخص ہے جس کے اندر بہت ہی زیادہ خشیتِ الٰہی ہو‘ اللہ کا خوف‘ آخرت کی بازپُرس کا خوف

انتہائی شدت اختیار کر جائے، اور وہ دنیاوی زندگی سے بھاگ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں چلا جائے اور گوشہائے عزلت میں بیٹھ جائے اور ''رہبانیت'' ڈر اور خوف کی کیفیت کا نام ہے۔ یہ مسلک خوفزدگان ہے، یہ راہبوں کا طریقۂ انداز ہے۔ ان لوگوں نے اللہ سے ڈرنے کے نتیجے میں جو راستہ انہوں نے اختیار کر لیا وہ یہ تھا کہ زندگی کے دھارے سے کٹ کر خانقاہوں اور غاروں میں زندگی گزار دو۔ نہ شادی کرو، نہ کوئی کاروبار دنیاوی، بس اللہ سے لو لگاؤ، اور ضبط نفس کی پریکٹس کرو۔ نفس کے تقاضوں کو کچلو اور اپنے آپ پر سختی کرو۔ سخت ماحول کے اندر رہو، تاکہ روحانی ترقی ہو اور اللہ راضی ہو۔ دنیا سے قطع تعلق کرو، تاکہ اللہ سے تعلق جڑے۔ اللہ فرماتا ہے کہ یہ رہبانیت ہم نے اُن پر فرض نہیں کی تھی، یہ چیز انہوں نے خود اپنے اوپر لاگو کی۔ اور پھر انہوں نے اس کی پابندی بھی نہ کی۔ ان میں سے اصحاب ایمان کو تو ہم نے اجر سے نوازا مگر اُن کی اکثریت فاسق تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے 12 حواری تھے، جن میں سے یہود اسکریوتی تو غدار ثابت ہوا، باقی آنجناب کے وفادار تھے۔ آپؑ کے رفع سماوی کے بعد جب عیسائیت پھیلی ہے تو تثلیث کا فلسفہ ایجاد ہوا اور عیسیٰ کی تعلیمات کے برعکس شریعت ساقط کردی گئی۔ پھر نیکی میں رہبانیت کا تصور شامل ہو گیا۔ اسی لئے فرمایا کہ رہبانیت ان کی اپنی ایجاد ہے، یہ بدعت انہوں نے خود شروع کی، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا حصہ نہیں تھی۔ جبکہ ایک ترجمانی یوں کی گئی ہے کہ انہوں نے جو رہبانیت کی بدعت ایجاد کی، وہ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے تھی۔ یعنی بدنیتی نہیں تھی۔ مقصد نیک تھا۔ وہ اللہ کی رضا چاہتے تھے لیکن انہوں نے اس کے لئے غلط راستہ اختیار کیا جو فطرت کے خلاف اور انبیاء ورسل کی تعلیمات کے منافی تھا۔ بسا اوقات نیکی کا جذبہ ہی بڑھ کر حدِ اعتدال سے تجاوز کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ جیسا کہ تین صحابہ کرام ؓ کا معاملہ معاذ اللہ کسی بدنیتی پر مبنی تو نہیں تھا۔ نیکی اور خیر کا جذبہ ہی تھا۔ اللہ سے لو لگانے کا جذبہ ہی تھا۔ لیکن بعض اوقات بدنیتی کے بغیر بھی کوئی شے کسی شر کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ اس کے لیے ہمارے پاس تحفظ کا ذریعہ اسوۂ رسول ﷺ ہے۔ اسلام میں رہبانیت کی گنجائش نہیں۔ حدیث کے مطابق اہل اسلام کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ متبعین مسیح علیہ السلام میں اگر رہبانیت کا نظام آیا تو جہاں اس میں شیطان کے اغواء و اضلال کا معاملہ ہوا کہ اس نے انہیں جہاد وقتال، انقلاب اور اللہ کے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد سے ہٹا کر ان کی صلاحیتوں کو اس رخ پر موڑ دیا، وہاں اس کے لیے کچھ اسباب بھی موجود تھے۔ لیکن حضور ﷺ کی امت میں اگر یہ معاملہ آیا ہے تو وہ اس کی نسبت سینکڑوں درجے زیادہ قابل مذمت ہے' اس لیے کہ ان اسباب میں سے کوئی سبب یہاں موجود نہیں تھا۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ اور آپؐ کا اُسوہ نہایت جامع اور نہایت متوازن ہے اور اس میں دین و دنیا کا مکمل اور خوبصورت امتزاج ہے۔ یہاں تک کہ تعددِ ازدواج اس ضمن میں سیرت کی سب سے نمایاں بات ہو سکتی ہے' لیکن یہ کڑوی گولی عیسائیوں کے حلق سے قطعاً نہیں اترتی۔ اس لیے کہ ان کا آئیڈیل حضرات مسیح اور یحییٰ علیہما السلام ہیں اور انہوں نے ایک ایک شادی بھی نہیں کی' جبکہ حضور اکرم ﷺ نے گیارہ شادیاں کیں۔ دوسرے یہ کہ وہاں پر تو جہاد وقتال کا راستہ شروع ہی نہیں ہوا' جبکہ یہاں نہ صرف شروع ہوا بلکہ بھرپور طریقے پر اس کے سارے مراحل و مدارج طے ہوئے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ؓ نے اس ضمن میں ہمارے لیے کس درجے واضح سنگ ہائے میل اور نشاناتِ راہ چھوڑے ہیں! اور پھر حضور ﷺ کی صریح احادیث بھی ہیں کہ جب تک پورے کرۂ ارضی پر اللہ کے دین کا غلبہ نہیں ہو جاتا' جہاد وقتال کا یہ عمل جاری رہے گا۔ اس حوالے سے ہم نے اگر اس راستے سے انحراف کیا ہے تو یقیناً ہم زیادہ بڑے مجرم ہیں بہ نسبت حضرت مسیح علیہ السلام کے متبعین کے۔

آگے فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ ﴾

''مومنو! اللہ سے ڈرو اور اس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور وہ تمہیں اپنی رحمت سے دگنا اجر عطا فرمائے گا۔''

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے۔ ایک گروہ تو یہ کہتا ہے کہ یہاں خطاب محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں سے ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ خطاب پیروان مسیح سے ہے۔ اُن سے فرمایا کہ اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہو، اس لئے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ تھے تو اللہ نے جو آخری رسول بھیجے ہیں، اُن کی رسالت پر بھی ایمان لاؤ۔ اگر تمہارا عیسیٰ علیہ السلام پر صحیح ایمان ہے تو اس رسول ﷺ کا انکار کیسے کر رہے ہو جو سلسلۂ رسالت کی آخری کڑی ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ تم آپؐ پر ایمان لاؤ، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں دوہرا اجر عطا فرمائے گا۔ ایک اجر ایمان بر عیسیٰؑ کا اور دوسرا اجر نبی آخرالزمان ﷺ پر ایمان لانے کا۔

﴿ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۲۸) ﴾

''اور تمہارے لئے روشنی کر دے گا، جس پر چلو گے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

حضور پر ایمان لانے سے تمہیں وہ روشنی ملے گی جس میں تم میدان حشر کے مشکل مراحل سے گزر سکو گے اور تمہاری جو خطائیں رہ گئی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اگر تم سچی توبہ کرو گے تو وہ بڑی سے بڑی خطا کو معاف کرنے والا ہے۔

﴿ لِّئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (۲۹) ﴾

''(یہ باتیں) اس لئے (بیان کی گئی ہیں) کہ اہل کتاب جان لیں کہ وہ اللہ کے فضل پر کچھ بھی قدرت نہیں رکھتے۔ اور یہ کہ فضل اللہ ہی کے ہاتھ ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔''

یہود کا خیال تھا کہ سارے نبی اور رسول ہماری ہی نسل میں آئے ہیں۔ لہٰذا آخری نبی اور رسول بھی ہماری ہی شاخ میں ہو گا۔ جب آپؐ کی بعثت بنی اسمٰعیل میں سے ہوئی تو انہوں نے نسلی تعصب کی بنا پر حضور ﷺ کی رسالت کو ماننے سے انکار کر دیا۔ یہاں فرمایا گیا کہ اللہ کے فضل پر کوئی قدرت حاصل نہیں ہے۔ وہ جسے چاہے اپنے فضل نبوت و رسالت سے نواز دے۔ پچھلے دو ہزار سال سے نبوت و رسالت بنی اسرائیل میں چلی آتی تھی، اب یہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے بنی اسمٰعیل کو عطا کر دی۔ یہ اس کا فیصلہ ہے۔ یہود کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں اور نہ انہیں کوئی اختیار اللہ نے دیا ہے۔ اگر وہ نہیں مانیں گے تو اپنا نقصان کریں گے۔ دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اہل کتاب یہ نہ سمجھیں کہ اب انہیں اللہ کے فضل میں سے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ وہ اللہ کے فضل سے یکسر محروم نہیں ہوں گے۔ اگر وہ آخری رسول کو مان لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں دوہری رحمت عطا کرے گا۔ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت و مغفرت کے دروازے ان کے لئے کھلے ہیں۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ اسی پر سورۃ الحدید کا اختتام ہوتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مرتب: محبوب الحق عاجز)

یہ ایک سجدہ ......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

مرنج ومرنجاں حلیم، حلوہ، گول گپے پر نگاہ رکھنے والی قوم کا صدر شاندار عشائیے میں محبتوں، عنایتوں، کھکھلاہٹوں اور خراج تحسین کی بوچھاڑ میں رخصت کیا جا رہا تھا۔ جسے 'آئین کا محافظ' قرار دیا گیا۔ 'جمہوریت کی حفاظت کے ثمرات آج مل رہے ہیں'! خط غربت کے نیچے بیٹھی ننگی بچی، نان شبینہ سے محروم قوم عشائیے کے اشتہا انگیز کھانوں کی تشہیر کے بیچ بڑوں کی بڑی بڑی باتیں سن کر ثمرات تلاش کر رہی تھی!

غضب تو یہ ہوا کہ ممنون حسین صاحب کو خوش آمدید کہتے ہوئے یہ (بد) دعا بھی وزیراعظم دے گئے کہ 'یہ ویسی ہی خدمت کریں گے جیسی زرداری صاحب نے کی!' اس خدمت کی طرف نگاہ بھر کر دیکھنے کا حوصلہ کس کے پاس ہے! سالانہ 30 کھرب کرپشن کا پاکستان۔ روزانہ ڈیڑھ کروڑ بھتہ ادا کرنے والا شہر کراچی۔100 نوگو ایریاز کراچی نے پیدا کیے نیز 8 ماہ میں 400 سے زائد صرف ہدفی قتل۔ بلوچستان بدامنی کی آگ میں جل رہا ہے۔ لاپتہ افراد اور مسخ شدہ لاشیں بلوچستان کے 'ثمرات' ہیں۔ قبائلی خراسانی پٹی کے 'ثمرات' اس پر مستزاد ہیں۔ روس کا آہنی پردہ تو ٹوٹ چکا۔ پاکستان اور اس علاقے کے حقائق تک رسائی، آزادانہ ناممکن ہے۔ جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں۔ کودتے پھاندتے ہر جگہ پہنچ کر رپورٹ کرتے صحافی، قبائل میں ان کے پر جلتے ہیں! رپورٹنگ آزادانہ ناممکن ہے۔ صرف اتنا پتہ ہے کہ سالہا سال سے آپریشن جا بجا جاری ہیں۔ دل، جگر، گردے، پھیپھڑے سب نکال پھینکے، آپریشن ختم ہونے کا نام نہیں لیتا! دفاع پاکستان کے لیے امریکا بھارت جیسے دشمنوں کی فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ امریکا ڈرون حملے کرتا رہا ہم توپخانہ اپنوں پر چلاتے رہیں۔ یہ تو حالات امن و امان ہیں۔ رہی معیشت تو وہ امن کے تابع ہوا کرتی ہے۔ امن ہو تو بھوک لگتی بھی ہے اور مٹائے جانے کا سامان بھی ہوتا ہے۔ بھوک کے منہ میں خوف کا ٹکا جا بجا دے رکھا ہے! معیشت کا سہارا بھتہ اور ہماری تمہاری جنگ کے ڈالرز ہیں۔ امریکہ نے 12 سالوں میں 26 ارب ڈالرز کی سرمایہ کاری کی ہے۔ اس جنگ میں یہ ڈالرز عقوبت خانے چلانے، سیاہ شیشوں والی ڈبل کیبن گاڑیوں کے فلیٹ فراہم کرنے، لاپتہ کرنے، دہشت گردی کے لیے اہل کاروں کو تربیت دینے میں لگ کھپ گئے۔ باقی مربعوں، فارم ہاؤسوں کی ضروریات پوری کرنے کے کام آئے۔

پہلے ہم نے پرویز مشرف کو گارڈ آف آنر دے کر رخصت کیا۔ ان کا آنر یہ تھا کہ انہوں نے مصری جنرل السیسی کی طرح لال مسجد کو (اسم بامسمّٰی) حفاظ قرآن کے خون سے لال کیا تھا۔ امریکہ کو پاکستان میں لا بسانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ عرب مجاہدین سے گوانتانامو اور اپنا بینک آباد کیا۔ عافیہ بیچنے کے ''شرف'' سے بھی مشرف ہوئے۔ ڈرون حملے، آپریشن شروع کروائے۔ یہ ثمرات تھے جس کی بنا پر سلامی دے کر رخصت کیا گیا! اب آئے مفاہمت شدہ زرداری، اپنے ہمراہ ایم کیو ایم اور اے این پی لیے قوم کو مزید نوازنے۔ پی آئی اے کی بربادی کی ہوش ربا، ناقابل یقین داستانیں، ریلوے کی تباہی، انجن ہضم، پٹڑیاں ختم، طیارے، پرزے ہضم۔ فضائیہ نے وی آئی پی بوئنگ طیارہ تقریباً کتوں کے مول بیچ دیا (عبدالرحمٰن ملک کے 3 کتوں کی قیمت کے لگ بھگ!) پوچھے کون؟ بارہ ہزار اسلحے بھرے کنٹینرز غائب۔ پانچوں انگلیاں اسلحے پر سر (عوام کے) گولیوں میں! پہلے کنٹینرز لاپتہ پھر سراغ لگانے میں 39 لاکھ بانٹ دیے۔ سراغ پھر بھی نہ ہاتھ آیا! نیٹو طیارے آتے جاتے رہے۔ ادائیگیوں کے ریکارڈ لاپتہ، اربوں ہضم۔ پورے پاکستان کو ہر سطح پر جو ثمرات ملے ان کا عنوان ہے 'لاپتہ'! صاحب ایمان نوجوان لاپتہ، خزانہ لاپتہ، طیارے ٹرینیں لاپتہ، کنٹینرز لاپتہ اب مزید ہولنا کی اُن جاسوسیوں نے پھیلا رکھی ہے جن کا انکشاف ایٹمی پروگرام کے گرد منڈلاتے امریکی جاسوسوں کے حوالے سے ہوا ہے۔

سب سے بڑا ثمرہ گزشتہ دو صدور کا یہ ہے کہ پاکستان کو سی آئی اے، ایف بی آئی، بلیک واٹر کے کارندوں کی چراگاہ بنا دیا گیا۔ ڈالروں نے مقامی ضمیر فروشوں کی نفری بھاری بھر کم تیار کر دی جو شکیل آفریدی کی طرح، ایبٹ آبادی مخبروں کی طرح ملکی مفادات کا سودا کیے بیٹھے ہیں۔ سوانگ بھرے ہر ادارے میں موجود ہیں۔ امریکہ کی سلامتی کو آج شام میں کیمیائی حملے سے 1500 شہادتوں پر دورے پڑ رہے ہیں۔ کل کلاں آپ کے ایٹمی پروگرام پر تو بدرجۂ اولیٰ یہ امکان موجود ہے۔ اوباما اسی طرح گلے نتھنے پھلائے میڈیا پر ڈھول پیٹے گا۔ جان کیری جس طرح میڈیا پر فضا ہموار کر رہا ہے شام کے خلاف۔ مارننگ شوز میں کیمیائی حملے کی ہولنا کی خوفنا کی پر! غزوۂ بدر سے پہلے جیسے قافلے پر حملے کے خوف سے ضمضم بن عمرو نے اونٹ کی ناک چیری، کجاوہ الٹا، کرتا پھاڑا اور واویلا مچا دیا: اے جماعت قریش! قافلہ قافلہ، تمہارا مال، اس پر محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی دھاوا بولنے جا رہے ہیں۔ مدد مدد! آج اوباما اور کیری عین اسی لب و لہجے میں ہنگامہ کھڑا کر رہے ہیں۔ کیمیائی حملہ، القاعدہ القاعدہ، مدد مدد! یہ عالمی چیخ و پکار عالمی چوہدریوں سے ان کے چھوٹوں نے اپنے اپنے ملکوں میں سیکھ کر واویلے مچانے اور سیسی نما مصری درندہ آپریشنوں کے جواز گھڑ لیے ہیں۔ فتنۂ دجال پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے کو ہے۔ شام پر حملہ پورے مشرق وسطیٰ میں آگ بھڑکانے کا سامان کرے گا۔ آرمیگڈون کے لیے بے قرار یہودی اور امریکہ یہ ہولناک کھیل کھیلنے چلے ہیں۔ دنیا عالمی جنگ کے دہانے پر کھڑی ہے۔ ایٹمی پاکستان کو نہایت سنجیدہ ہو کر منصوبہ بندی، پالیسی سازی کی ضرورت ہے۔ قوم کو، نوجوانوں کو آنے والے گھمبیر عالمی حالات کے لیے تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ قیادت کی صفوں میں موجود امریکی ایجنٹ پاکستان کو اسی خودکُش جنگ سمیت دجالی لشکروں کا حصہ بنانے پر مامور ہیں۔ اسرائیل سے در پردہ ٹریک ٹو ڈپلومیسی کے تحت واشنگٹن میں تعلقات بنانے کا اکٹھ نہایت تشویش ناک ہے۔ انتخاب آپ کا ہے۔ ہر جگہ ہزیمت اٹھا کر بھاگ لینے والے صلیبی لشکر کا ساتھ دینا ہے دنیا و آخرت بیچ کر۔ یا افغانستان میں سربلند و سرخرو مجاہد طالبان کا ساتھی بننا ہے؟ اس کے لیے جو سرفروشی و دیوانگی درکار ہے وہ گول گپوں، دہی بھلوں، نہاریوں سے بالاتر ہو کر، پیٹ کے تقاضوں، عقل کی نصیحتوں سے دامن چھڑا کر ممکن ہے۔

عشق کی اک جست نے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بے کراں سمجھا تھا میں
ایٹمی قوت کی برقراری بھی قوت عشق پر موقوف ہے۔
قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

یہ اجالا سر فروش افغان، مصری، شامی، یمنی، صومالی، مالی کے مجاہدین اپنی جوانیوں کے دیے بجھا کر پیدا کر رہے ہیں۔شمع بجھتی ہے تو پیغام سحر بنتی ہے! یہاں فوڈ سٹریٹوں، کھابوں، شکم پروری، لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔امت کے احوال سے بے نیازی ہے! کراچی کے احوال کی درستی اللہ کے قانون کے نفاذ سے دو دن میں ممکن ہے۔ ملاعمر اس سے بدتر لوٹ مار، ناکوں، ڈاکوں، قتل و غارتگری کا علاج کر کے دکھا چکے ہیں۔'اے عقل و خرد رکھنے والو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے! زندگی کی تلاش سیاسی ہیرا پھیری آپریشنوں میں عبث ہے۔ دو ٹارگٹ کلرز پھانسی پر لٹکائیے۔ بھتہ خوروں کے ہاتھ کاٹیے۔فساد فی الارض کی سزا نافذ کیجیے، امن قائم ہو جائے گا۔ مگر امریکہ اجازت نہیں دے گا جو اللہ بنا لیا گیا ہے! لا الہ کہہ دیجیے، پاکستان آزاد ہو جائے گا!

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات!

ضرورت رشتہ

☆ حافظ آباد میں مقیم فیملی کو اپنی جواں سال بیٹی، تعلیم ایم اے (پولیٹیکل سائنس) کے لئے دینی مزاج کے حامل صحیح العقیدہ شخص کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔
برائے رابطہ: 0321-3927777
0323-7936090

دعائے صحت کی اپیل

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی کے معاون شکیل احمد کی خوشدامن علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین سے بھی اُن کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے

فوری ضرورت ہے

ہمیں شیخوپورہ روڈ پر واقع اپنی ٹرانسفارمر فیکٹری کے لیے ہونہار اور قابل اعتماد، فریش DAE(Electrical) کی ضرورت ہے۔ معقول معاوضہ، رہائش اور دیگر مراعات دی جائیں گی۔ برائے رابطہ: 0333-4482381

جمہوریت، الیکشن اور خلافت

ضمیر اختر خان

اس وقت دنیا میں جو سیاسی نظام چل رہا ہے وہ جمہوریت ہے۔ عالم کفر کی یہ ایجاد اب اتنی عام ہو گئی ہے کہ عالم اسلام بھی اس کو قبول کر چکا ہے۔ مسلم ممالک میں جہاں ملوکیت ہے وہاں بھی ایسے طریقے اختیار کیے جا رہے ہیں کہ جو جمہوری اصول سیاست میں ضروری قرار دیے گئے ہیں۔ عرب ملکوں میں عورتوں کو حکومتی معاملات میں شریک کرنا اور مختلف شعبہ ہائے زندگی میں ان کو نمائندگی دینا اسی جمہوری تقاضے کے تحت ہو رہا ہے۔ ہمارے اپنے ملک میں جمہوریت ہی کو واحد قابل عمل طرز سیاست تسلیم کر لیا گیا ہے۔ حالیہ انتخابات میں کامیابی کے بعد میاں محمد نواز شریف صاحب نے وزارت عظمیٰ کا حلف اٹھانے کے بعد اپنے خطاب میں فرمایا ''اب ہمیشہ کے لیے یہ بات طے ہو جانی چاہیے کہ ملک میں جمہوری نظام ہی چلے گا''۔ (روزنامہ 'اسلام' 7 جون 2013ء)۔ اگرچہ ان کی مراد یہ ہو سکتی ہے کہ اس ملک میں اب آمریت کے لیے کوئی جگہ نہیں، لیکن اگر ان سے پوچھا جائے کہ جمہوریت کی بجائے اس ملک میں اسلام کا ''نظام خلافت'' قائم کیا جائے تو کیا وہ اس کو قبول کریں گے؟ غالب گمان یہ ہے کہ وہ اس سے اتفاق نہیں کریں گے کیونکہ وہ جس طرز سیاست سے واقف ہیں اور جس کے ساتھ ان کی ہمدردیاں ہیں وہ مغرب کا جمہوری نظام ہی ہے۔ ایسے میں پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لیے سیرت مطہرہ سے ماخوذ انقلابی راستے کو اختیار کرنا مغربی جمہوری سیاست کے علمبرداروں کے لیے کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے۔ یہاں تو دینی سیاست کے علمبرداروں نے بھی اس اصول سے اتفاق کرتے ہوئے کہ اب جمہوریت کے سوا کوئی اور سیاسی نظام قابل عمل نہیں ہے، نفاذ اسلام کے دینی فریضے کی ادائی کے لیے جمہوری راستے کو ہی اختیار کر لیا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اس راہ کا انتخاب سب سے پہلے جماعت اسلامی نے کیا تھا۔ اس کے بعد تو دوڑ لگ گئی اور دین اسلام کی خدمت کے جذبہ سے سرشار بعض علماء کرام بھی اس دوڑ میں شریک ہو گئے۔ البتہ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ سرکردہ اور سنجیدہ و بزرگ علمائے کرام کی ایک قابل لحاظ تعداد ایسی بھی ہے جو نہ صرف جمہوری راستے سے نفاذ اسلام کو ناقابل عمل سمجھتے ہیں بلکہ خود جمہوریت کو ویسے ہی خلاف اسلام قرار دیتے ہیں جیسے سرمایہ داری (Capitalism)، اشتراکیت (Communism) اور لادینیت (Secularism) کو وہ اسلام کے منافی گردانتے ہیں۔ بطور گواہی ہم یہاں دو انتہائی معزز علمائے کرام کی آراء پیش کرتے ہیں۔

پہلے استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث یادگار اسلاف، صدر وفاق المدارس پاکستان مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ العالی کی رائے ملاحظہ کیجیے۔ فرماتے ہیں ''جمہوری سسٹم شریعت کے خلاف ہے۔ جمہوری سسٹم سے نفاذ اسلام کبھی نہیں ہوگا۔ موجودہ وقت میں (مراد MMA کا دور ہے) قومی اسمبلی اور سینٹ میں علماء کی جتنی بڑی تعداد پہنچی ہے اتنی بڑی تعداد پہلے کبھی نہیں پہنچی اور نہ ہی آئندہ اس طرح کا کوئی امکان ہے۔ متحدہ مجلس عمل کے اتنے ارکان ہونے کے باوجود ''تحفظ حقوق نسواں بل'' پاس ہو گیا اور مجلس عمل نے واک آؤٹ کرنے اور ڈیسک بجانے کے سوا کچھ کام نہیں کیا۔ انتخابی سیاست سے کوئی فائدہ نہیں۔ مولانا فضل الرحمن کی صلاحیتوں پر ہمیں اعتماد ہے۔ ہماری ان سے گزارش ہے کہ وہ انتخابی سیاست چھوڑ کر دوسرا کوئی راستہ اختیار کریں جس سے نفاذ اسلام ہو سکے اور اس حوالے سے علماء سے مشاورت کریں''۔ (اسلام آباد میں علماء کنونشن سے خطاب: روزنامہ اسلام 2 ستمبر 2007ء)۔

دوسری رائے شہید اسلام مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''اڑتالیس (48) سال علماء نے انتخابی و جمہوری سیاست میں ضائع کیے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس طرز حکومت سے اڑتالیس (48) ہزار سال میں بھی اسلام نہیں آئے گا''۔ (خطبات شامزئی، ج 1، ص 203)۔ مفتی صاحب کی رائے میں ہرگز کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے

کہ جمہوریت نفاذ اسلام کے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ جمہوریت کی عمارت سرمایہ دارانہ نظام پر قائم ہے اور اس کا ڈھانچہ ہی ایسا ہے کہ اس میں جاگیردار، صنعت کار، تاجر، سرمایہ دار اور وڈیرہ ہی پارلیمنٹ تک پہنچتا ہے۔ متوسط، غریب، شریف اور دین دار طبقہ کے لیے اول تو انتخابی مہم چلانا ہی دشوار ہے اور اگر وہ کسی طریقے سے پارلیمنٹ میں پہنچ بھی جائے تو وہ جمہوری نظام کے تحت کوئی قانون پاس کرانے یا کسی قانون کو پاس ہونے سے روکنے میں کوئی کردار ادا نہیں کرسکتا۔

اس دعوے میں کوئی صداقت نہیں کہ ''اگر علماء اسمبلیوں میں نہ ہوتے تو آج اس ملک میں لادینیت کا راج ہوتا''۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں علماء کا جو رعب اور دبدبہ ہوتا تھا وہ اسمبلیوں میں آنے، مراعات حاصل کرنے، پروٹوکول کے مزے لینے، نقد امداد وصول کرنے، بیرونی ممالک کے دوروں، فائیو سٹار ہوٹلوں، ریسٹ ہاؤسز اور فرنٹیئر ہاؤسز میں قیام کرنے کی وجہ سے ہوا ہو گیا ہے۔ اب تو یہ راز بھی طشت از بام ہو چکا ہے کہ جمہوریت کے پردے میں دراصل امریکی ایجنڈے کی تکمیل ہو رہی ہے۔ پچاس کی دہائی میں مرتب ہونے والی خفیہ دستاویزات میں شامل ایک رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ ''اسلامی انقلابی تحریک کو روکنے بلکہ کچلنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی قوتوں کو جمہوری سیاست میں الجھا دیا جائے۔ اس رپورٹ کے تحت دینی قوتوں کو جمہوری سیاست میں بری طرح الجھا دیا گیا ہے جس سے باہر نکلنے کا انہیں کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا۔ یا اسلامی انقلاب سے خائف طاقتیں انہیں باہر نکلنے نہیں دیتیں۔'' (ماہنامہ ''نقیب ختم نبوت'' ملتان مئی 2013ء، ص 34)۔

ہماری علمائے کرام بالخصوص جمہوری و انتخابی سیاست کے علمبرداروں سے درخواست ہے کہ وہ اس دلدل سے نکل آئیں اور عوام الناس کی رہنمائی کریں۔ ان کو دین سے جوڑیں، انہیں اسوۂ رسول ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق زندگی اختیار کرنے کی تلقین کریں اور خود بھی نمونۂ عمل بنیں۔ اپنی سیاست کو انبیاء کی سیاست کے تابع کریں۔ خلفاء راشدین ؓ کے نمونۂ زندگی کو اپنے سامنے رکھیں۔ پاکستان میں اسلام کے نفاذ اور قیام خلافت کے لئے انقلابی راستہ اپنائیں۔ جتنا عرصہ انتخابی سیاست میں ضائع ہو گیا اس کی تلافی کی ایک ہی صورت ہے کہ اسلامی نظام سیاست کو اپنی توجہات کا مرکز بنائیں۔ علماء کرام جمہوریت کی بجائے خلافت کا علم تھام لیں اور غلبۂ دین کے لئے انقلابی منہج اختیار کرلیں تو اللہ کی خصوصی نصرت انہیں حاصل ہوگی اور دنیوی کامیابی کے ساتھ ساتھ اخروی نجات بھی یقینی ہوگی۔

یہ علماء کا فریضہ ہے کہ وہ عامۃ المسلمین کو بتائیں کہ اسلامی نظام سیاست میں حاکمیت اللہ کی ہوتی ہے۔ قانون سازی قرآن و سنت کے دائرے کے اندر کی جاتی ہے۔ مسلمانوں کا سربراہ خلیفہ ہوتا ہے جیسے کبھی سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، معاویہ، عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم اور کئی دوسرے خلفاء ہوا کرتے تھے۔ وہ معاملات مشاورت سے چلاتے تھے۔ اسلامی ریاست میں مخلوط قومیت کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کے مکمل شہری صرف اہل اسلام ہوں گے البتہ غیر مسلموں کے حقوق ہیں جن کی پاسداری خلافت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے۔ نظام صلوٰۃ قائم کرنا اسلامی حکومت کا بنیادی فریضہ ہے۔ نظام زکوٰۃ کا اہتمام کرنا، معروف کا التزام کرنا، منکر سے روکنا بھی حکمرانوں کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ سودی معیشت کو ختم کرنا اور کاروبار کے برابر اور وسیع مواقع فراہم کرنا بھی اسلامی نظام سیاست کا وظیفہ ہے۔ کامل سماجی و قانونی مساوات بھی خلافت اسلامیہ کا خاصہ ہے۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ اسلامی نظام سیاست کو ترک کے مغربی طرز سیاست اختیار کر بیٹھے اور آج جب ہم مساوات کی بات کرتے ہیں تو سمجھا جاتا ہے کہ شاید یہ تحفہ جمہوریت نے انسانوں کو دیا ہے۔ اصل میں تو یہ اسلام کا عطیہ ہے کہ جس نے تمیز بندہ و آقا ختم کر کے انسانوں کو ہر طرح کی غلامی سے نجات دلائی۔ اسلام نے انسانوں کو خراب کرنے والی ہر چیز پر پابندی لگائی ہے۔ چنانچہ تجارت کے نام پر حرام چیزوں کی خرید و فروخت اسلامی حکومت میں ممنوع ہے۔ لہٰذا شراب، جوئے اور دیگر حرام کاروبار کی ہرگز اجازت نہیں ہوگی۔

ایک اور کڑوی گولی جس کو دور حاضر میں نگلنا تقریباً ناممکن سمجھا جاتا ہے، وہ مخلوط معاشرت کی نفی ہے۔ اسلامی نظام حکومت میں مجلس شوریٰ میں مرد و عورتیں پہلو بہ پہلو بیٹھ کر مشاورت نہیں کرسکتے۔ یہ چیز حیا کے خلاف ہے اور حیا ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے۔ آج ہمارے جمہوری علماء جب پارلیمنٹ میں عورتوں کے پہلوؤں میں بیٹھے نظر آتے ہیں تو مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بہت یاد آتے ہیں جن کی غیرت ایمانی کی قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ستر و حجاب کے احکام نازل فرمائے۔

ہم اپنے علماء سے بصد احترام یہ پوچھنے کی جسارت کر رہے ہیں کہ کیا جمہوری طرز سیاست میں وہ عورتوں کے پارلیمنٹ میں بے حجاب بیٹھنے پر اعتراض کرسکتے ہیں؟ ہمیں خدشہ ہے کہ اس تلخ نوائی پر ہمارے بہت سے بزرگ ناگواری کا اظہار فرمائیں گے مگر ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ یہ معروضات جذبۂ خیر خواہی کے تحت پیش کی جارہی ہیں۔ ہمیں بخوبی معلوم ہے کہ اس زمانے میں ٹھیٹھ اسلامی خلافت کی بات کرنا بے وقت کی راگنی سمجھا جائے گا، لیکن ہم وہی کریں گے جو اللہ کا حکم ہے۔ اَللّٰھُمَّ ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔ امین یا رب العلمین۔

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ گڑھی شاہو تنظیم کے رفیق محمد شاہد کے والد انتقال کر گئے

☆ نقیب تنظیم اسلامی گڑھی شاہو ڈاکٹر محمد ابراہیم کی پھوپھی وفات پا گئیں

☆ تنظیم اسلامی نوشہرہ کے رفیق نورالقادر کے بڑے بھائی بقضائے الٰہی وفات پا گئے

☆ حلقہ جنوبی پنجاب کی تنظیم ممتاز آباد کے امیر جناب شاور حسین انصاری کے چچا بقضائے الٰہی وفات پا گئے

☆ تنظیم اسلامی گلشن اقبال کراچی کے رفیق جناب احسن رضا کی والدہ محترمہ رحلت فرما گئیں

☆ راولپنڈی کینٹ (سابقہ ابوظہبی امارات) کے ملتزم رفیق جناب محمد ازرم بھٹی جو گزشتہ دنوں روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہو گئے تھے، رضائے الٰہی سے وفات پا گئے

☆ گڑھی شاہو تنظیم کے مبتدی رفیق تنویر علوی اور عقیل اسلم کے ماموں وفات پا گئے

اللہ تعالیٰ مرحومین و مرحومات کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے، آمین۔ قارئین ندائے خلافت اور رفقاء تنظیم سے بھی اُن کے لئے دُعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

☆ مسلمانوں کا اصل جرم اللہ اور رسول ﷺ سے غداری ہے .... حافظ عاکف سعید
☆ مسلم حکمران غیروں کی غلامی کے باعث اپنا کردار ادا کرنے سے قاصر ہیں .... سید منور حسن
☆ اسلامی تحریکیں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر عالم کفر کا مقابلہ کریں .... اوریا مقبول جان
☆ عرب دنیا میں خونریزی مشرق وسطیٰ کا نیا نقشہ بنانے کی سازش کا حصہ ہے .... سجاد میر
☆ مصر میں انقلاب کے ذریعے اسلامی حکومت قائم ہوتی تو آج صورتِ حال مختلف ہوتی .... ایوب بیگ مرزا

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام
''مصر کے سنگین صورتحال: ایک لمحہ فکریہ''
کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کی روداد

رپورٹ: فرقان دانش

تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام یکم ستمبر 2013ء بروز اتوار قرآن آڈیٹوریم لاہور میں ''مصر کی سنگین صورت حال: ایک لمحہ فکریہ'' کے موضوع پر سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار کا آغاز صبح 10:30 بجے قاری احمد ہاشمی نے تلاوتِ قرآن سے کیا۔ ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی جناب ایوب بیگ مرزا نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر قرآن آڈیٹوریم کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ خواتین کی بڑی تعداد بھی مصری عوام سے اظہار یکجہتی کے لیے اپنے انکلوژر میں موجود تھی۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نمائندے بھی موجود تھے۔ بعض چینلز نے لائیو کوریج کی۔

جناب ایوب بیگ مرزا نے مصر کی تاریخ اور الاخوان المسلمون کی مصر میں اسلامی انقلاب کے لیے کی جانے والی مثالی جدوجہد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا: کہ مصر درحقیقت دنیا کی قدیم ترین ریاست ہے۔ اس ملک کا نام الہامی کتابوں میں ہے۔ قرآن پاک میں جس قدر نام مصر کا آیا ہے کسی دوسرے ملک کا نہیں آیا ہے۔ سرزمین مصر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ اور یوسف علیہم السلام کی قدم بوسی کی ہے۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جتنے ظالم، جابر اور متشدد حکمران مصر میں آئے شاید یہی دنیا کے دوسرے حصوں میں آئے ہوں۔ فرعون ظلم وستم کی ایک علامت ہے۔ فرعون سے حسنی مبارک تک یہی معاملہ نظر آتا ہے۔ آپ اس تاریخ میں سے صرف وہ حصہ نکال سکتے ہیں جب

> **اسلام نظام خلافت کے قیام کا حکم دیتا ہے جس میں دو خلفاء کی بھی گنجائش نہیں، جبکہ ہم 57 اسلامی ممالک میں الگ الگ حکمران بنائے بیٹھے ہیں**

خلافتِ راشدہ کے دور میں مصر فتح ہوا اور مسلمانوں کی حکومت مصر پر شروع ہوئی۔ اس کے بعد جب مسلمان حکمران بھی دین سے دور اور دنیا سے قریب ہوئے تو عوام اور حکمرانوں میں ایک دفعہ پھر آقا و غلام کا رشتہ استوار ہو گیا اور ظلم وستم کا وہ سلسلہ شروع ہوا جو شاہ فاروق تک جاری رہا۔ گزشتہ صدی کے آغاز میں مصر میں حسن البناء جیسی شخصیت نے جنم لیا۔ وہ 14 اکتوبر 1906ء میں پیدا ہوئے اور صرف 23 سال کی عمر میں 1929ء میں انہوں نے الاخوان المسلمون کے نام سے ایک ایسی تحریک برپا کی جس کے اثرات آج ساری دنیا محسوس کر رہی ہے۔ حسن البناء 1949ء میں شہید کر دیے گئے۔ لیکن وہ اس سے پہلے اپنی دعوت کے خاص انداز سے مصر میں لوگوں کے دلوں، ان کے سینوں اور ان کے اذہان میں ایک ایسا جذبہ پیدا کرنے میں کامیاب ہو چکے تھے کہ ان کے بعد بہت سی شخصیات بھی پیدا ہوئیں جنہوں نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ اسلام کے حوالے سے جو جذبات حسن البناء مصری عوام میں پیدا کر چکے تھے ان کی شہادت کے بعد بھی باقی رہے۔ اُن کے اثرات دنیا آج تک دیکھ رہی ہے۔ 1952ء میں فوجی بغاوت کے ذریعے شاہ فاروق کی حکومت کو ختم کر دیا گیا۔ اس حکومت کے خاتمے میں اخوان نے فوجیوں کی مدد کی۔ پھر یکے بعد دیگرے ڈکٹیٹر ملک پر حکومت کرتے رہے۔ ان حکمرانوں نے اخوان پر مظالم کی انتہا کر دی۔ کئی بار اخوان کی قیادت کو شہید کیا گیا۔ کارکنوں کو قید و بند کی صعوبتوں کے علاوہ جانیں قربان کرنا پڑیں۔ ایک سال قبل اخوان کے حامیوں کو انتخابات میں کامیابی ملی تو صدر مرسی نے اقتدار سنبھالا لیکن مقامی سیکولر عناصر اور عالمی سامراج کو ان کی اسلامی اصلاحات گوارا نہ ہوئیں اور فوج نے ان کا تختہ اُلٹ دیا۔ اگر ہم الاخوان المسلمون کی ساری تاریخ اور ان کے سارے طرز عمل کا ایک

جائزہ لیں تو ہمیں دو غلطیاں نظر آتی ہیں۔ ایک یہ کہ شاہ فاروق کے خلاف بغاوت میں فوج کی مدد کرنا انہیں بہت مہنگا پڑا۔ دوسرا یہ کہ عدلیہ خلاف تھی، فوج وہاں ایک بہت بڑی قوت ہے لہٰذا وہاں پورے طور پر دعوت و تبلیغ کے کام اور لوگوں کے ذہنوں کو اسلام کی طرف مائل کیے اور میڈیا میں کوئی جگہ حاصل کیے بغیر انہوں نے انتخابات میں حصہ لیا۔ اس سے اسلامی حکومت تو آ گئی لیکن وہ اتنی کمزور حکومت ثابت ہوئی کہ ایک سال کے اندر حکومت کو فارغ کر دینے میں فوج کو رکاوٹ پیش نہ آئی۔ اگر وہ مخالف قوتوں کی بیخ کنی کر کے انقلاب کے ذریعے اسلامی حکومت قائم کرتے تو صورت حال مختلف ہوتی۔ دنیا بھر کی دینی جماعتوں کے لیے اس میں بڑا سبق ہے۔

معروف صحافی اور کالم نگار جناب سجاد میر نے اپنے خطاب میں کہا کہ عالم کفر کسی اسلامی پارٹی کو اس وقت تک اقتدار میں نہیں آنے دے گا جب تک کہ وہ سود، جوئے، شراب اور عریانی کو جائز قرار نہ دے دیں۔ آج ہم امریکہ کو گالی دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو مار رہا ہے۔ جب کہ قطر، بحرین اور سعودی عرب خود مصری فوج کو مصری مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کے لیے امداد دے رہے ہیں۔ پہلی جنگِ عظیم دراصل دنیا بالخصوص عالم اسلام کو قومی ریاستوں میں تقسیم کرنے کے لیے لڑی گئی۔ اب جس عالمی جنگ کے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں وہ امت مسلمہ کو مزید کمزور کرنے اور مسلم دنیا بالخصوص مشرق وسطیٰ کا نیا نقشہ بنانے کی سازش کا حصہ ہے۔

ہر دلعزیز کالم نگار اور دانشور اوریا مقبول جان نے کہا کہ اسلام نظام خلافت کے قیام کا حکم دیتا ہے جس میں دو خلفاء کی بھی گنجائش نہیں، جبکہ ہم 57 اسلامی ممالک میں الگ الگ حکمران بنائے بیٹھے ہیں، ایسی صورت میں اللہ کی مدد ہمیں کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ مسلم حکمران اس قابل نہیں کہ امت کے مفادات کا دفاع کر سکیں۔ لہٰذا تمام اسلامی تحریکوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو کر عالم کفر کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اگر عالمی اسلامی تحریکیں متحد نہ ہوئیں تو جیسی تباہی اور آفت ہمارے خلاف پلان کی جا چکی ہے اس کے نتیجے میں ہمیں نہ مزارات یاد رہیں گے نہ شرک کی بحثیں اور ماتم یاد رہیں گے بلکہ ہم اپنے بیوی بچوں کی لاشوں کو بے حرمتی سے بچانے میں سرگرداں ہوں گے۔ کافروں کے ٹینک شیعہ، سنی میں تمیز نہیں کرتے۔ ہم مسلمانوں کے بارے میں امریکہ اور عالم کفر کے دہرے معیار کا ذکر کرتے ہیں، لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ خود ہمارے مسلم حکمرانوں کا اپنے برادر مسلمان ممالک سے رویہ منافقت پر مبنی ہے۔ ایک مسلم ملک پر حملہ ہو تو دوسرے مسلمان ممالک ظالم کی مدد کرتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کرو، لیکن ہم ظالم کے مددگار ہیں۔ خود پاکستان کی سرزمین سے افغانستان پر حملے کے لیے امریکی طیاروں نے 57 ہزار پروازیں کیں۔ مصر اور الجزائر کے حوالے سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ الیکشن کے راستے سے اسلامی قوتیں برسر اقتدار نہیں آ سکتیں۔ عالم کفر کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں اپنی علاقائی سرحدوں کو توڑ کر اپنے دین اور مشترکہ مفادات کی خاطر اکٹھا ہونا پڑے گا۔ ورنہ وہ ایک ایک کر کے ہمیں اسی طرح شکار کرتے رہیں گے۔

سیمینار کے مہمان خصوصی سید منور حسن (امیر جماعت اسلامی) علالت کے باوجود سیمینار میں شرکت کے لیے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج دنیا میں کتے اور بلیوں کی حفاظت کے قوانین ہیں لیکن مصر میں کئی ہزار افراد کو بلڈوز کر دیا گیا اور انسانی حقوق کے علمبرداروں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ آج کے دور میں اسلامی تحریکیں اس نتیجے پر پہنچی ہیں کہ دین کے نفاذ کی جدوجہد میں تشدد کی سیاست کا راستہ اختیار نہ کیا جائے۔ لہٰذا مصر میں اخوان کی جدوجہد کے تجربے کی روشنی میں عالمی اسلامی تحریکیں جن کی مقصد میں یگانگت تو پہلے سے ہی موجود ہے، اب ان میں طریق کار کے حوالے سے بھی یکجائی پیدا ہو رہی ہے۔ آنے والے دور میں اسلامی اور جہادی تحریکیں ہی عالم کفر کے مقابلے میں اپنا رول ادا کریں گی کیونکہ مسلم حکومتیں طاغوتی قوتوں کی غلامی کے باعث اسلام کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس حوالے سے جماعتِ اسلامی جلد دنیا بھر کی دینی اور جہادی جماعتوں کا اجلاس بلائے گی تاکہ وہ عالم کفر کی سازشوں کے خلاف مشترکہ لائحہ عمل ترتیب دیں۔

امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ مصر میں آج کا فرعون جنرل سیسی ہے، جس نے اخوان پر ظلم و بربریت کی انتہا کر دی ہے اور ہر دردمند دل اپنے مسلمان مصری بھائیوں کے مصائب پر اشکبار ہے۔ آج عالم کفر اپنی پوری قوت کے ساتھ عالم اسلام پر حملہ آور ہے اور وہ ایک ایک کر کے تمام مسلم ممالک کی قوت کو کمزور کر رہا ہے، تاکہ اسرائیل کے ایجنڈے کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔ یہود و نصاریٰ جنہیں دنیا اُصول پسند سمجھتی تھی، آج دنیا کے سامنے مسلمانوں کے بارے میں ان کا ڈبل سٹینڈرڈ کھل کر سامنے آ چکا ہے۔ یہود اس روئے ارضی پر ابلیس اور دجال کے نمائندہ ہیں۔ امریکہ کی رگ جاں اُن کے قبضہ میں ہے۔ لہٰذا امریکہ اسرائیل کے تحفظ کے لیے جنگل کے قانون ''جس کی لاٹھی اُس کی بھینس'' کا بدترین مظاہرہ کر رہا ہے۔ مسلمانوں کا اصل جرم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے غداری ہے۔ آج دنیا اور اس کی چمک دمک مسلمان کی فکر و جہد کا محور بن چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث کے مطابق اقوام عالم ان پر حملہ آور ہیں اور ایک ایک کر کے مسلم ممالک کو لقمہ بنا رہی ہیں۔ عالم کفر کے مظالم سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی پناہ میں آ جائیں۔ اللہ کی مدد و نصرت کے حصول کے لیے ہمیں اپنی ذات اور گھر پر دین نافذ کر کے اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے قربانیاں دینا ہوں گی۔ نبی اکرم ﷺ کی واضح پیشین گوئیوں کے مطابق قیامت سے قبل کفر مغلوب ہوگا اور کل روئے ارضی پر دین قائم و غالب ہوگا۔ لہٰذا اللہ اور اسلام سے وفاداری کی روش اختیار کر کے ہی ہم دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

آخر میں امیر تنظیم اسلامی نے اجتماعی دُعا کروائی، جس پر سیمینار کا اختتام ہوا۔

> **آج عالم کفر اپنی پوری قوت کے ساتھ عالم اسلام پر حملہ آور ہے اور وہ ایک ایک کر کے تمام مسلم ممالک کی قوت کو کمزور کر رہا ہے تاکہ اسرائیل کے ایجنڈے کی تکمیل میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے**

شام پر متوقع امریکی حملہ اور عالمی امن

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

میزبان: وسیم احمد

مہمانانِ گرامی: سجاد میر (صحافی، دانشور، کالم نگار)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشرواشاعت تنظیم اسلامی)

سوال : کیا امریکا کیمیائی ہتھیاروں کے استعمال کی آڑ میں اپنی کانگرس اور UNO کی پروا کیے بغیر شام پر حملہ کردے گا؟

سجاد میر : امریکا کا ریکارڈ ایسا ہی ہے کہ وہ اپنے مفادات کی خاطر کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر دوسروں پر حملہ کر دیتا ہے۔ وہ اِس انداز میں اب تک کئی مسلم ممالک پر یلغار کر چکا ہے۔ شام میں کیمیائی ہتھیار کے استعمال کی وجہ سے اس کو چڑھ دوڑنے کا بہانہ ہاتھ آ گیا ہے۔ یہ کیمیائی ہتھیار حکومت نے استعمال کیے یا باغیوں نے، اس حوالے سے صورتِ حال واضح نہیں ہے، لیکن امریکا کے لیے یہی کافی ہے کہ ہتھیار استعمال ہوئے ہیں۔ وہ عموماً ایسے مواقع کی تاک میں رہتا ہے یا ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے لیے فوجی کارروائی کی راہ ہموار ہو جائے۔ عراق اور افغانستان پر امریکا حملے کر چکا ہے۔ ایران پر بھی امریکی حملے کے بارے میں یہ خبریں تھیں کہ آج ہوا کہ کل ہوا، لیکن اب تک کوئی حملہ نہیں ہوا۔ جہاں امریکا کو محسوس ہو کہ اس کی دھمکیوں کا کوئی اثر نہیں ہوا، وہاں وہ حملہ کرنے سے کتراتا ہے۔ اس وقت امریکا میں یہی بحث چل رہی ہے کہ اگر امریکا دنیا سے اپنی واحد سپر پاور کی حیثیت تسلیم کرانا چاہتا ہے تو اُسے شام پر حملے کی دھمکی پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ اقوام متحدہ میں شام پر امریکی حملے کے حوالے سے چین اور روس نے عجیب کام یہ کیا ہے کہ انہوں نے ویٹو کرنے کی بجائے اجلاس سے واک آؤٹ کیا، جو ایک طرح سے جنگ کی حمایت ہی ہے۔ تاہم چین اور روس کے اس اقدام سے امریکا کو تشویش ضرور لاحق ہوئی ہے کہ پرانا کمیونسٹ اور سوشلسٹ بلاک اکٹھا نہ ہو جائے۔ اسی لیے اب تک امریکا نے حملے کو مؤخر کر رکھا ہے۔ دوسرا وہاں یہ رائے تقویت پا رہی ہے کہ امریکا اپنی فوجیں شام میں نہ اُتارے۔ عراق اور افغانستان میں انہوں نے اپنے فوجیوں کا حشر دیکھ لیا ہے۔ لہٰذا امریکا سوچ رہا ہے کہ شام پر صرف فضائی حملے اور بمباری کی جائے۔ اس میں بھی انھیں خطرہ ہے کہ کچھ جہازوں اور پائلٹوں کا نقصان اُٹھانا پڑ سکتا ہے، لہٰذا امریکی عوام اس کے لیے بھی تیار نہیں ہیں۔ تیسرا آپشن یہ ہے کہ میزائل سے اہداف کو نشانہ بنایا

> **شام پر حملے کے پس پردہ محرکات وہی ہیں جو خلافت عثمانیہ کو منتشر کرنے کے لیے پہلی جنگ عظیم میں تھے۔ اس حملے کا مقصد عالم اسلام کو کمزور کرنا اور بالخصوص مشرق وسطیٰ کا نیا نقشہ مرتب کرنا ہے**

جائے۔ اس میں پریشانی یہ ہے کہ شام کے اردگرد تقریباً پورے مشرق وسطیٰ میں امریکی فوجی تنصیبات موجود ہیں۔ اگر شام نے بھی میزائل استعمال کیے تو ان تنصیبات کو خطرہ ہے۔ روس نے اگرچہ بعد میں تردید کر دی لیکن روس کی طرف سے بہرحال یہ کہا گیا کہ شام پر حملہ ہوا تو وہ سعودی عرب پر حملہ کردے گا۔ ایران نے امریکی دھمکی کے جواب میں اسرائیل پر حملے کی دھمکی دی ہے۔ اس منظرنامے میں امریکا کو ڈر ہے کہ کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ نیٹو چیف اور جرمنی نے بھی کھل کر امریکی حملے کی مخالفت کر دی ہے۔ یہ ساری صورتِ حال حملہ نہ کرنے کے حق میں جاتی ہے، لیکن اوباما کے ارادے مختلف نظر آتے ہیں۔ مسئلہ شام پر حملے کا نہیں بلکہ اس حملے کے پس پردہ محرکات وہی ہیں جو خلافت عثمانیہ کو منتشر کرنے کے لیے پہلی جنگ عظیم میں تھے۔ اس حملے کا مقصد عالم اسلام بالخصوص مشرق وسطیٰ کا نیا نقشہ مرتب کرنا ہے۔ یعنی امت مسلمہ کے خلاف جس جنگ کا آغاز بیسویں صدی کے اوائل میں کیا گیا تھا، اکیسویں صدی میں اس کی آگ کم ہونے کی بجائے مزید تیز ہوگئی ہے۔

سوال : شام کی وجہ سے عالمی امن خاکستر ہوتا نظر آرہا ہے۔ آپ کی رائے میں امریکا، یورپ، اسرائیل اور مخالفت میں روس، چین ایران کے کیا مفادات ہیں کہ جن کی وجہ سے وہ دنیا کو تباہی میں جھونکتے نظر آتے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا : اصل بات یہ ہے کہ امریکا جس کی رگِ جہاں یہود کے قبضہ میں ہے، صرف یہ دیکھتا ہے کہ کس طرح اسرائیل کو محفوظ بنایا جائے، باقی دنیا میں کیا ہوتا ہے اسے اس کی کوئی فکر نہیں۔ اسرائیل کو ذرا بھی خطرہ ہو تو امریکا اس کی حفاظت کے لیے میدانِ میں آ جاتا ہے۔ دراصل پینٹاگون پر یہودی چھائے ہوئے ہیں۔ اگر امریکا کے کسی ذمہ دار کے منہ سے غلطی سے بھی اسرائیل کے خلاف کوئی بات نکل جائے تو وہ فوراً معافی مانگتے ہیں اور اپنے الفاظ واپس لیتے ہیں۔ یہ امریکا ہی نہیں، یورپی ممالک بھی اسرائیل کے بارے میں یہی رویہ رکھنے پر مجبور ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا فرانس کے وزیراعظم نے بھی اسرائیلی وزیراعظم سے معافی مانگی تھی۔ برطانیہ تو امریکا کا دُم چھلا بنا ہوا ہے۔ ان سب کا مشترکہ مقصد اسرائیل کا تحفظ ہے۔ ان کا دوسرا مقصد سرمایہ دارانہ نظام کا تحفظ ہے۔ جہاں اس نظام کو خطرہ ہوتا ہے وہاں امریکا اور یورپ میدان میں آ جاتے ہیں۔ مغربی جمہوریت دراصل سرمایہ داروں کی محافظ ہے۔ دنیا میں سات بڑے بنک بادشاہ گر ہیں۔ پوری دنیا کی سیاست انہی کے اشاروں پر چلتی ہے۔ ان بنکوں پر یہودیوں کا قبضہ ہے۔ اس تناظر میں عراق اور مصر کو قابو کر لینے کے بعد مستقبل میں اب اسرائیل کے لئے شام کے امکانی خطرہ سے نمٹنے کے لیے شام پر جارحیت کا منصوبہ ہے۔ دراصل روس نے شام کو خاص قسم کے میزائل دیے ہیں، جن کے بارے میں اسرائیل یہ سمجھتا ہے کہ ان سے اسے نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ روس اس معاملے میں آخری حد تک اس لیے جانے کو تیار ہے۔ کیونکہ روس کے پاس مشرق وسطیٰ میں صرف ''طرطوس'' ہی کی بندرگاہ رہ گئی ہے، جو شام میں واقع ہے۔ اگر روس کے ہاتھ سے یہ بندرگاہ بھی نکل جاتی ہے تو مشرق وسطیٰ میں اُس کا کردار بالکل ختم ہوجائے گا۔ اس لیے اگر امریکا نے شام پر حملہ کیا

تو روس بھی میدان میں آ جائے گا۔ تاہم ماضی کی تاریخ یہ ہے کہ جب بھی امریکا نے کہیں معاملات جنگ کی طرف لے جانے کی کوشش کی، روس نے آخری وقت میں پسپائی دکھائی ہے۔ اس لیے یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ روس ڈٹا رہے گا یا اپنے مؤقف سے پیچھے ہٹ جائے گا۔

سجاد میر : شام کی صورتِ حال کے حوالے سے ایک اہم بات یہ ہے کہ بشارالاسد کے خلاف ''النصرہ فرنٹ'' برسرپیکار ہے اور دوسری قوتوں کے ساتھ ساتھ القاعدہ بھی لڑ رہی ہے۔ امریکا کی دورنگی دیکھئے کہ دنیا بھر میں تو وہ القاعدہ کے خلاف لڑ رہا ہے لیکن لیبیا اور شام میں وہ القاعدہ کی مالی مدد کر رہا ہے۔ بہرحال اِس کشمکش میں شام کے وہ عوام سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں جو سرحدوں پر بے خانماں پڑے ہوئے ہیں اور دوسرے ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔ حکومت اور جہادی تحریکوں کی اس جنگ میں ایک لاکھ لوگ مارے جا چکے ہیں۔ بشارالاسد ڈکٹیٹر ہے۔ ڈکٹیٹر اپنا ہو یا غیر اس کا عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ امریکا پوری دنیا میں جمہوریت کا علمبردار ہے، مگر وہ مسلم ممالک میں اپنا مفاد ہو تو ڈکٹیٹر کی حمایت کرتا ہے۔ مصر میں جمہوری حکومت سے اسرائیل کو خطرہ ہوا تو اس کا تختہ اُلٹ دیا گیا۔ یہ امریکا کی مسلم امہ کے بارے میں دورنگی نہیں تو اور کیا ہے؟ شام میں بھی اُسے شامی عوام سے کوئی ہمدردی نہیں، بلکہ اس کا مقصد کچھ اور ہے۔

ایوب بیگ مرزا : موجودہ حالات میں سب سے زیادہ افسوس ناک اور شرم ناک معاملہ مسلمانوں کی تقسیم ہے۔ اگرچہ اس میں غیروں کی سازش کو بھی دخل ہے لیکن مسلمان ممالک خود ہی ایک دوسرے کے خلاف دشمن کی سازش کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ مثلاً سعودی عرب کا مصر میں عوام کے قتل عام کی حمایت کرنا اور شام میں عوامی جدوجہد کا ساتھ دینا امریکا اور عالم کفر کی پالیسیوں کے عین مطابق ہے۔ اگرچہ شام میں سعودیہ کی عوامی جدوجہد کی حمایت درست اقدام ہے، لیکن وہ مسلم امہ کے مفاد کی وجہ سے نہیں بلکہ امریکا کے مفادات کے تحفظ کے لیے ہے۔ سعودی عرب کو خطرہ ہے کہ خطے کے دوسرے ممالک میں جو تبدیلی کی لہر اُٹھی ہے کہیں ہمارے ہاں بھی اس کے اثرات نہ پہنچ جائیں۔ ظاہر ہے، سعودی عرب کے عوام بھی اپنی حکومت کی پالیسیوں سے مطمئن نہیں ہیں، بالخصوص امت مسلمہ کے مفادات کے حوالے سے سعودی حکومت کی پالیسی عوامی امنگوں کے مطابق نہیں ہے۔

سوال : شام میں حکومت اور باغیوں میں جاری کشمکش عرب بہار کا تسلسل ہے یا یہ معاملہ کچھ اور ہے؟

سجاد میر : اس خطے میں جو کچھ ہو رہا ہے اُسے عرب ''بہار'' کا نام دیا گیا ہے۔ عرب بہار تیونس سے شروع ہوئی، پھر مصر میں آئی، پھر مراکش، لیبیا، یمن اور بحرین پہنچی۔ ہم سمجھے کہ یہ معاملہ وسیع پیمانے پر پھیل گیا ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہیں شیعہ سنی مسئلہ رکاوٹ بن گیا ہے، کہیں کچھ اور چیز رکاوٹ بن گئی۔ لہٰذا کہا گیا کہ اس کو روکنا چاہیے۔ یہ ''بہار'' شام میں آئی تو عوام جابر بشار حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر جس طرح لیبیا میں معمر قذافی اڑ گیا اُسی طرح اب شام میں بشارالاسد ڈٹا ہوا ہے۔ قذافی کا حال سب کے سامنے ہے۔ لیبیا کی صورتِ حال شام سے مختلف تھی۔ وہاں میں قبائلی معاشرہ ہے۔ امریکیوں نظر آ رہا تھا کہ لیبیا کے باغی قذافی کو شکست نہیں دے سکتے۔ چنانچہ انہوں نے براہِ راست اقدام کیا

> سعودی عرب کا مصر میں عوام کے قتل عام
> میں فوجی آمر جبکہ شام میں عوامی جدوجہد
> کا ساتھ دینا امریکا اور عالم کفر کی
> پالیسیوں کے عین مطابق ہے

تھا۔ شام میں 2011ء سے خانہ جنگی کی صورتِ حال ہے۔ انہوں نے شامی عوام کو ظالم حکمرانوں کے رحم و کرم پر چھوڑا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکا اپنی جنگی صنعت کے فروغ کے لیے دنیا میں کہیں نہ کہیں ''وار تھیٹر'' چلائے رکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا ہوسکتا ہے کہ شام میں جنگ کو ابھی مزید طول دیا جائے۔ یہ معاملہ اصلاً امریکی اور اسرائیلی مفادات کا ہے۔ انہیں عالم عرب یا عرب ممالک کے عوام سے کوئی ہمدردی نہیں۔ وہ یہ سب کچھ مسلمان عوام کی ہمدردی کی بجائے اس خطے میں ان ممالک کی قوت کو کمزور کرنے کے لئے کر رہے ہیں جو اسرائیل کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔

سوال : روس اور ایران بشارالاسد کو امریکا سے بچانے میں کتنے سنجیدہ ہیں؟ کیا اس ٹکراؤ کی صورت میں تیسری عالمگیر جنگ کا خطرہ موجود ہے؟

ایوب بیگ مرزا : جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا کہ ماضی قریب کی تاریخ میں روس کا کردار یہی رہا ہے کہ وہ عین وقت پر پسپائی اختیار کر لیتا ہے۔ تاریخ کی گواہی یہ ہے کہ امریکا ان معاملات سے سیاسی اسٹریٹجک مفادات حاصل کرتا رہا ہے اور روس اسے بلیک میل کر کے پیسے بٹورتا رہا ہے۔ امریکا نے بھی یہ پیسے کبھی اپنے پاس سے نہیں دیے۔ بش کے دور میں روس کو 4 ارب ڈالر کی رقم سعودی عرب سے دلوائی گئی۔ اب بھی ہوسکتا ہے کہ روس جو دھمکیاں دے رہا ہے اس کا مقصد اپنی قیمت میں اضافہ کرنا ہو۔ اگرچہ اس دفعہ شام میں طرطوس کی بندرگاہ کے حوالے سے روس کا اپنا مفاد بھی اس معاملے سے وابستہ ہے۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تو آج ماضی کے اعتبار سے کچھ مختلف صورتِ حال دکھائی دیتی ہے۔ حال ہی میں روس کی طرف سے ایک سرکاری بیان میں کہا گیا ہے کہ اس معاملے میں ہم امریکا کا ایک قدم آگے بڑھنا بھی برداشت نہیں کریں گے۔ لہٰذا ہوسکتا ہے اس بار روس محض دھمکیاں نہ دے رہا ہو۔ اردن کی طرف سے ایک پٹی جو اسرائیل کو جاتی ہے وہاں کچھ تیل کے ذخائر موجود ہیں۔ روس کی نگاہ ان ذخائر پر بھی ہے۔ اس سے قبل افریقہ میں تیل کے حوالے سے چین اور روس نے امریکا کو پیچھے دھکیل رکھا ہے۔ لہٰذا ہوسکتا ہے کہ روس اس بار بشارالاسد کی حمایت کے معاملے میں عین وقت پر پسپائی اختیار نہ کرے۔

سوال : مشرق وسطیٰ میں ''گریٹر اسرائیل'' کا قیام ایک حقیقت ہے یا محض مسلمانوں کا خوف؟

سجاد میر : یہ تو ان کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ انہوں نے مدینہ تک یہودی ریاست قائم کرنی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جن علاقوں سے انہیں نکالا گیا وہ وہاں دوبارہ اپنی مملکت قائم کریں گے۔ اقبال نے کہا تھا:

ہے خاکِ فلسطیں پہ یہودی کا اگر حق
ہسپانیہ پر حق نہیں کیوں اہلِ عرب کا؟

مطلب یہ کہ اگر یہود کی دلیل مان لی جائے تو پھر دنیا کے بہت سے حصوں پر مسلمانوں کا بھی حق بنتا ہے۔ یہود اسرائیل کی جس قدر توسیع کے خواہش مند ہیں، اس کی تکمیل بہت مشکل ہے۔ یہود نے 1967ء کی جنگ میں صحرائے سینا، اردن کے علاقے کے ساتھ کچھ اور علاقوں پر قبضہ کیا تھا۔ لیکن وہ انہیں عالمی دباؤ کے تحت چھوڑنا پڑا۔ توسیع پسندی اگرچہ ان کے منصوبوں کا حصہ ہے، لیکن اس کے لیے انہیں بہت تگ و دو کرنا پڑ رہی ہے۔ وہ

آہستہ آہستہ کچھ بستیاں قائم کر کے اپنے منصوبے کو آگے بڑھا رہے ہیں، لیکن ایک بڑے علاقے تک اپنے منصوبوں کو پھیلا کر گریٹر اسرائیل کے خواب کو پورا کرنا ابھی ان کے بس میں نظر نہیں آتا۔ اگرچہ مشرق وسطیٰ کے ممالک کی سرحدوں کو جس طرح کمزور کیا جا رہا ہے، ان کی عسکری قوت کو توڑا جا رہا ہے، وہ یہود کے اس خواب کی تکمیل کا حصہ ہو سکتا ہے۔ وہ پورے مشرق وسطیٰ کا نیا نقشہ بنانا چاہتے ہیں، لیکن ایک ان کی منصوبہ بندی ہے اور ایک اللہ کی مشیت ہے۔ اللہ اپنی مقدس سرزمین کی حفاظت کرے گا۔ اس پوری صورتِ حال میں پریشان کن بات یہ ہے کہ یہود اپنے ایجنڈے کی تکمیل کے لیے دن رات کوشاں ہیں اور مسلمان عمل سے بے گانہ، نصرتِ الٰہی کے انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے کر بیٹھے ہیں۔ بلاشبہ احادیثِ نبویہؐ کی روشنی میں یہود کو اپنے عزائم میں ناکامی ہوگی، لیکن ہم نے اللہ کے دین کے لیے کیا کیا؟ ہمیں بھی تو اللہ کے دین کی حفاظت کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

مالی دا کم پانی لانا، مشکاں بھر بھر لاوے
مالک دا کم پھل پھُل لانا، لاوے یا نہ لاوے

شیعہ مسلک میں بھی نجات دہندہ کے انتظار کا تصور تھا، جسے امام خمینی نے آ کر ختم کیا۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ مہدی موعود کے انتظار میں نہ بیٹھو بلکہ اپنا کام کرو۔ چنانچہ انہوں نے ایران میں انقلاب برپا کیا اور شاہِ ایران کے ظلم سے لوگوں کو نجات ملی۔ ہمیں چاہیے کہ قرآن کے حکم ''اَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ'' کے مطابق اللہ کے دشمنوں سے لڑنے کے لئے قوت حاصل کریں۔ اور کچھ نہیں کر سکتے تو صرف اپنے اندر اتحاد ہی پیدا کر لیں۔ اسی سے ہمارے بیشتر مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

انقلابی قوتوں کو سامراج سے ٹکرا کر پاش پاش نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اس سے پنجہ آزمائی کے لئے بھرپور تیاری کرنی چاہیے۔ امتِ مسلمہ کو اس کے لیے خود کو مضبوط بنانا ہو گا۔ یقیناً اللہ کی نصرت آئے گی، وہ ہمیں تنہا نہیں چھوڑے گا، مگر فضائے بدر پیدا کرنے کے لیے ہمیں اپنے حصے کا کام کرنا ہوگا۔

سوال: امت مسلمہ یعنی 57 اسلامی ممالک کی طرف سے عراق اور افغانستان پر امریکی جنگ مسلط کرنے پر کوئی خاطر خواہ ردّعمل نہیں آیا تھا۔ شام پر امریکی حملے کی صورت میں کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس سوال کے جواب سے پہلے سجاد میر صاحب کی اس بات کی تائید میں مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ اللہ کی نصرت یقینی ہے، لیکن ہم نے اس کو غلط طور پر سمجھا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی تعلیم تو یہ ہے کہ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو، پھر اللہ پر توکل کرو۔ اللہ اور رسول ﷺ نے مسلمانوں کو یہ راستہ دکھایا ہے کہ وہ پہلے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے جدوجہد کریں۔ اگر وہ اپنی پوری کوشش کے باوجود ٹارگٹ حاصل نہ کر سکیں گے تو اللہ تائیدِ غیبی سے اُن کو کامیابی عطا

> **پریشان کن بات یہ ہے کہ یہود اپنے گریٹر اسرائیل ایجنڈے کی تکمیل کے لیے دن رات کوشاں ہیں اور مسلمان عمل سے بے گانہ، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں**

کر دے گا۔ اللہ کی تائید و نصرت کا یہ تصور اگر ہمارے سامنے رہے تو ہم کبھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہ بیٹھیں۔ جہاں تک آپ کے اس سوال کا تعلق ہے کہ امت مسلمہ کا شام پر حملے کا ردّعمل کیا ہوگا؟ اس سلسلے میں مسلمان ملکوں کا معاملہ کچھ ایسا ہے کہ جب ایک مسلم ملک کی باری آتی ہے تو باقی سمجھتے ہیں کہ ہم امریکا کے وفادار ہیں، لہٰذا ہم بچ گئے۔ یوں امریکا ایک ایک کر کے اب تک کئی مسلم ممالک کو نشانہ بنا چکا ہے۔ افسوس دوسرے مسلمان ممالک نے اپنے برادر اسلامی بھائیوں کی مدد کرنے کی بجائے امریکا ہی کی مدد کی ہے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ روس نے شنگھائی کارپوریشن کے اجلاس میں پاکستانی وزیراعظم کو شرکت کی دعوت دی ہے حالانکہ پاکستان اس کا رکن نہیں ہے۔ وزیراعظم نے اس میں شرکت سے انکار کر دیا ہے۔ غالباً سرتاج عزیز وہاں جا رہے ہیں۔ یہ اس لیے کہ کہیں امریکا ناراض نہ ہو جائے۔ جب یہ حالت ہوگی تو خواہ شام پر حملہ کیا جائے، مصریوں کو ذبح کیا جائے، لبنان یا لیبیا کو نشانہ بنایا جائے کہیں سے کوئی ردّعمل آنے کا کوئی ہی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس ذلت سے نکلنے کا راستہ قرآن پاک اور نبی اکرم ﷺ نے احادیث میں صاف طور پر بتا دیا گیا ہے کہ مسلمان اس وقت تک غالب قوت کی حیثیت سے رہیں گے جب تک یہ دین پر کاربند رہیں گے۔ جب دنیا اُن کا مقصود بن جائے گی تو پھر اللہ دشمنوں کے دل سے ان کا رُعب ختم کر دے گا اور اُن پر بھوک اور خوف کا عذاب مسلط کر دے گا۔ آج بیشتر اسلامی ممالک بھوک اور خوف کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں اگرچہ بھوک نہیں ہے لیکن ان پر خوف کا عذاب ہم سے بھی زیادہ مسلط ہے۔ امت مسلمہ کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس نے دین کو چھوڑ دیا ہے۔ آج مسلمان امت یہ بات سمجھنے کو تیار نہیں کہ امریکا یہ سب اسلام دشمنی میں کر رہا ہے۔ امریکا دراصل سرمایہ دارانہ نظام کا محافظ ہے، جمہوریت تو اس سرمایہ دارانہ نظام کے عیب چھپانے کے لیے لبادے کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ امریکا کو سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں آج اسلامی نظام کے سوا کسی سے کوئی خطرہ نہیں۔ اشتراکیت کو شکست دی جا چکی ہے۔ چین کے پاس بھی کوئی باقاعدہ نظام نہیں بلکہ وہ سرمایہ دارانہ نظام کے پہیوں کے ذریعے ہی ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ لہٰذا امریکا کی کوشش ہے کہ اسلام کو ابھرنے نہ دیا جائے۔ افغانستان میں ذرا امکانات پیدا ہوئے تھے کہ دنیا اسلامی نظام کی برکات دنیا دیکھ سکے، (حالانکہ ملا عمر اور طالبان وہاں پوری طرح اسلامی نظام ابھی نافذ نہیں کر سکے تھے۔) مگر امریکا نے ابتدا ہی میں اسلامی نظام کا راستہ روک دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ طالبانِ افغانستان نے امریکا اور اس کے اتحادیوں کا مقابلہ کیا تو اللہ کی مدد سے انہوں نے امریکا کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔ بہرکیف جب تک ہم اللہ کے دین کو قائم نہیں کرتے، اسی طرح دشمن کے لیے تر نوالہ بنے رہیں گے۔ اسلامی ممالک کو امریکا سے وفاداری کی بجائے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین سے وفاداری اختیار کرنی چاہیے۔ اسی صورت میں ہم دجالی نظام کے علمبرداروں کو شکست دے سکیں گے۔ اگر معاملات ایسے ہی چلتے رہے تو شام پر حملے کی صورت میں 57 اسلامی ممالک سے کسی ردّعمل کی توقع رکھنا خود کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

[مرتب: فرقان دانش]

قارئین اس پروگرام کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جاسکتی ہے۔

☆☆☆

اگر شرم و حیا رخصت ہو جائے!

نورا کینہ قاضی

گزشتہ دنوں ایک ایسی خبر نظروں سے گزری کہ بے ساختہ سر دھننے کو جی چاہا۔

ملتان کی زنانہ کرکٹ ٹیم کی کھلاڑیوں نے شکایت کی کہ کرکٹ بورڈ کے کرتا دھرتا انہیں ستاتے اور پریشان کرتے رہتے ہیں کہ ''دوست'' بن کر رہو گی تو ترقی کرو گی اور زیادہ مراعات پاؤ گی ورنہ ٹیم سے نکال دی جاؤ گی۔ اسے کہتے ہیں خود ہی برضا و رغبت بے حیائی کے کام کرنا اور پھر عدم تحفظ کی شکایتیں کرنا۔

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ اور رسول ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ عورتیں گھروں سے باہر نکل کر بے پردہ و بے حجاب بھرے مردوں کے سامنے قسما قسم کھیل کھیلیں اور کرتب دکھائیں؟ اپنا آپ دکھائیں؟ ترقی و آزادئ نسواں کی نام نہاد تنظیمیں اور ترقی و جدّت پسند زنانہ انجمنیں کیا قرآن و حدیث میں ایسی آیات اور احکامات ڈھونڈ کر دکھا سکتی ہیں جن میں عورتوں کو ایسی بے لگام آزادی کی اجازت دی گئی ہو؟ یقیناً ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ان کے پاس صرف شیطان کی پڑھائی ہوئی پٹیاں موجود ہیں کہ جب عورت گھر سے باہر نہ نکلے گی، مردوں کے شانہ بشانہ ہر شعبۂ زندگی میں کام نہ کرے گی تو ملک کیسے ترقی کرے گا؟ خوشحالی کیسے آئے گی؟ اقوام عالم میں ایک جدید اور روشن خیال قوم کی حیثیت سے ہماری ناک کیسے اونچی ہو گی۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات ان کے نزدیک گویا (خاکم بدہن) اساطیر الاوّلین ہیں۔ صدیوں پرانی باتیں جو جدید زمانے کے کسی خانے میں فٹ نہیں بیٹھتیں۔ یعنی وہ زمانہ اور تھا۔ اس کے تقاضے عورتوں کو گھر بٹھانے کے تھے۔ یہ زمانہ روشنی کا زمانہ ہے۔ جس کے تقاضے عورتوں کو مردوں جیسی آزادی عطا کرنے کے ہیں۔ انا للہ!

اسلام نے عورت کو جو معزز و محترم مقام عطا کیا ہے، اس کی نظیر تاریخ عالم کے اوراق پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ بہائم سے بدتر مقام رکھنے والی عورت کو ماں، بہن، بیٹی، بیوی کی حیثیت سے اسلام نے جو عزت و عظمت عطا کی ہے، وہ قبل از اسلام کسی زمانے میں نہیں دکھائی دیتی۔ عورت کا اصل مقام گھر قرار دیتے ہوئے اسلام نے اس پر جو ذمہ داریاں اور فرائض عائد کیے ہیں ازروئے حدیث ان کا ثواب میدان جنگ میں جہاد کرنے کے برابر رکھا ہے۔ رسول ﷺ نے ایک موقع پر اپنی دخترِ عزیز حضرت فاطمہ ؓ سے فرمایا تھا: ''اے فاطمہ! گھر کے کاموں کی تم ذمہ دار ہو اور گھر کے باہر کے کام علی ؓ کے ذمہ ہیں۔'' یہاں حجت ہی تمام ہو جاتی ہے۔

> عورتوں کی بے لگام آزادی نے مغربی معاشرے میں جو گل کھلائے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ وہاں کی عورت برسوں تک ترقی اور خوشحالی کے نام پر مردوں کے ہاتھوں اپنی عزت و عفت، عظمت و تقدس کی دھجیاں اڑوانے کے بعد اب چیخ چلا رہی ہے ''گھروں کو واپس چلو! ہمارا اصل مقام ہمارے گھر ہیں!''

یہاں اعتراض یہ کیا جائے گا کہ عہد نبوی ﷺ میں کچھ صحابیات گھر گھر پھر کر سودے بیچا کرتی تھیں۔ غزوات میں زخمیوں کو پانی پلاتی، ان کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔ تو کیا یہ اس زمانے کی عورتوں کی آزادی کا ثبوت نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سودے فروخت کرنے والی وہ خواتین مکمل پردہ دار اور صرف عورتوں کے ہاتھ سودے بیچا کرتی تھیں، اور زخمیوں کو پانی پلانے اور مرہم پٹی کا واقعہ صرف جنگِ احد میں پیش آیا۔ اس کے بعد کسی بھی موقع پر عورتیں ایسی خدمات کے لئے گھروں سے باہر نہیں نکلیں۔ اس زمانے میں عورتوں میں پردہ کی سختی کا یہ حال تھا کہ ایک جنگ میں ایک خاتون کے چار بیٹے شہید ہو گئے اور رسول کریم ﷺ کی خدمت اس حالت میں حاضر ہوئیں کہ پورے طور پر باپردہ تھیں۔ یہ دیکھ کر کسی نے کہا: ''آپ اس حال میں بھی یوں سختی سے پردہ کئے ہوئے ہیں۔'' تو انہوں نے جواب دیا: ''میں نے اپنے بیٹے کھوئے ہیں، حیا تو نہیں کھوئی۔''

مسلمان عورتوں کو قرآن پاک کی سورۃ الاحزاب میں صاف اور واضح طور پر حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں قرار سے رہیں۔ زمانۂ جاہلیت کی طرح گھروں سے باہر اپنا آپ نہ دکھاتی پھریں، نہ زمین پر زور زور سے قدم مارتی چلا کریں کہ پہنے ہوئے زیور کی جھنکار سنائی دے۔ باہر نکلتے وقت اپنا سراپا بڑی سی چادر میں ڈھانپ لیا کریں، اور چادر کا پلو چہرہ پر لٹکا لیا کریں۔

ازروئے حدیث عورتوں کو خوشبو لگا کر مردوں کے سامنے سے گزرنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ یہ بھی حکم ہے کہ نامحرم مردوں سے نرم لہجے میں بات نہ کریں بلکہ سخت اور درشت لہجے میں بات کریں۔ ''غضِ بصر'' کا حکم سب مرد و عورتوں کے لیے ہے کہ نامحرم مرد عورتوں کو ایک دوسرے پر صرف ایک ہی نظر ڈالنا معاف ہے۔ دوسری نظر یا نظر بھر کر دیکھنا سخت گناہ اور حرام ہے۔ اسی لئے حکم ہے کہ مرد عورتیں اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔ ''نظر کا پردہ''---- ''دل کا پردہ'' سب شیطانی اصطلاحیں ہیں۔

جدیدیت اور روشن خیالی کی زنانہ مردانہ انجمنیں یہ تاویل بھی پیش کریں گی کہ ہماری عورتیں بھی تو کبھی کی فلموں، ڈراموں، سٹیج ڈراموں میں کام کر رہی ہیں، اب اگر ان کی ہاکی، کرکٹ، فٹ بال، کبڈی کی ٹیمیں بن گئی ہیں تو کیا قیامت آ گئی؟ تو اس کا جواب یہ حدیث پاک ہے۔ ''اگر شرم و حیا رخصت ہو جائے تو جو چاہو کرو۔'' جو باپ، بھائی، شوہر اپنی بیٹیوں، بہنوں، بیویوں کو بے حیائی کے کاموں کی کھلی چھٹی دے دیتے ہیں، انہیں بے غیرت و بے حمیت اور دیوث ہی کہنا چاہیے۔ عورتوں کے ذریعے کمائی کے لالچ نے انہیں خوف خدا اور فکرِ آخرت سب بھلا دی ہے۔

عورتوں کو بے لگام آزادی نے مغربی معاشرے میں جو گل کھلائے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ وہاں کی عورت برسوں تک ترقی اور خوشحالی کے نام پر مردوں کے ہاتھوں اپنی عزت وعفت، عظمت وتقدس کی دھجیاں اڑوانے کے بعد اب چیخ چلا رہی ہے ''گھروں کو واپس چلو! ہمارا اصل مقام ہمارے گھر ہیں!'' جبکہ ہمارے ہاں اسے خوش حالی، ترقی، دولت وشہرت کے سبز باغ دکھا کر گھروں سے نکالا جا رہا ہے۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات کی کھلے عام دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ اور اس پر فخر ومباہات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ مسلمان عورتیں بھی کسی میدان میں مغربی عورتوں سے پیچھے نہیں۔

مسلمان عورتوں کی ایسی آزادی ----- آزادی نہیں، بے شرمی اور بے حیائی ہے، اللہ سے سرکشی اور اس کی نافرمانی ہے، سراسر شیطان کی پیروی جو ہر اس عورت کی تاڑ میں رہتا ہے جو گھر سے باہر نکلتی ہے۔ عورت اگر باپردہ عورتوں کے ادارے میں کام کرے تو ٹھیک ہے، وہ محفوظ رہے گی۔ ورنہ وہ کہیں بھی محفوظ نہیں ہے۔ اس کا اصل مقام صرف اور صرف گھر ہے۔ عورتوں کی فوج، عورتوں کی پولیس اور ایسے تمام مخلوط ادارے جن میں وہ بے پردگی کی حالت میں ملازمت کر رہی ہے سراسر خلافِ اسلام ہیں۔ یہ ان کی ترقی اور روشن خیالی کی علامت نہیں، بے حیائی اور بدچلنی کی طرف لے جانے والے ادارے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی کھیلوں کی ٹیمیں جو بھرے مردوں میں اپنی کارکردگی دکھاتی پھرتی ہیں خلافِ اسلام اور شیطانی چرخے ہیں۔ جن میں ان کی عزت وحرمت، تقدس وعظمت سب پامالی کے خطرے کی زد میں ہیں جیسا کہ ملتان کی زنانہ کرکٹ ٹیم نے رونا رویا ہے۔

عورتوں کے لئے کسی بھی قسم کے کھیل کھیلنا برا نہیں، کیونکہ یہ انہیں چاک وچوبند، تندرست وتوانا رکھنے کے لیے اچھی چیز ہیں۔ لیکن ان کے لئے بہتر یہ ہے کہ ٹریننگ کوچنگ کرنے والے مرد نہیں، عورتیں ہوں۔ تماشائی بھی عورتیں ہوں۔ یعنی سب کھیلوں میں پردے کے تقاضے سختی سے پورے کئے جائیں۔ انہیں خواتین ہی کے اداروں میں کھیلا اور دیکھا جائے۔ انعامات اور اعزازات کی تقسیم بھی عورتوں کے ہاتھوں ہو۔ یہی اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے۔

☆☆☆

داعی رجوع الی القرآن بانی تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیانُ القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

حصہ اول: سورۃ الفاتحہ و سورۃ البقرۃ مع تعارفِ قرآن
(ساتواں ایڈیشن) ——— صفحات: 360، قیمت 450 روپے

حصہ دوم: سورۃ آلِ عمران تا سورۃ المائدہ
(پانچواں ایڈیشن) ——— صفحات 321، قیمت 400 روپے

حصہ سوم: سورۃ الانعام تا سورۃ التوبہ
(چوتھا ایڈیشن) ——— صفحات 331، قیمت 425 روپے

حصہ چہارم: سورۃ یونس تا سورۃ الکہف
(دوسرا ایڈیشن) ——— صفحات 394، قیمت 450 روپے

حصہ پنجم: سورۃ مریم تا سورۃ السجدۃ
(پہلا ایڈیشن) ——— صفحات 480، قیمت 550 روپے

★ عمدہ طباعت ★ دیدہ زیب ٹائٹل اور مضبوط جلد ★ امپورٹڈ آفسٹ پیپر

ملنے کے پتے

انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا پشاور
A-18 ناصر مینشن، ریلوے روڈ نمبر 2، شعبہ بازار پشاور، فون: (091)2584824,2214495

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون (042)35869501-3

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

پشاور میں نقباء تربیتی کورس کا انعقاد

تنظیم اسلامی کے نظم میں نقباء کی حیثیت ریڑھ کی ہڈی کی سی ہے۔ان کے فعال ہونے پر ہی رفقاء کے فعال ہونے کا دارومدار ہے۔اس سلسلے میں سال 2013ء کے آغاز سے نئے نقباء اور متوقع نقباء کے لئے ''نقباء تربیتی کورس'' کا اجراء کیا گیا۔اس ضمن میں پشاور میں 16تا18اگست نقباء تربیتی کورس منعقد کیا گیا۔یہ اجتماع مرکز حلقہ سے متصل مسجد ابوبکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی پشاور میں ہوا،جس میں حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی سے 13اور حلقہ مالاکنڈ سے 4رفقاء شامل ہوئے۔

16اگست بعد نماز عصر تا عشاء مرکزی ناظم تعلیم وتربیت انجینئر حافظ نوید احمد نے ذمہ داران کے اوصاف اور دعوت کی مشکلات پر سیر حاصل گفتگو کی اور رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔اس کورس کے لئے ڈاکٹر عبدالسمیع بھی خصوصی طور پر فیصل آباد سے تشریف لائے۔17اگست کی صبح آٹھ بجے سے لے کر چائے کے وقفے تک کی تربیتی نشست انہوں نے سنبھالی۔ان کے دیئے گئے لیکچرز میں ''نظم بالا اور رفقاء کا آپس میں تعلق'' اور ''تعلق مع اللہ'' جیسے اہم موضوعات شامل تھے۔انہوں نے سوال وجواب اور مذاکرہ کے انداز میں ان موضوعات کو رفقاء کے سامنے پیش کیا۔اس دن کے باقی موضوعات ناظم اعلیٰ جناب اظہر بختیار خلجی کے ذمے تھے،لیکن وہ شدید علالت کے باعث تشریف نہ لاسکے اور یہ ذمہ داری انجینئر حافظ نوید احمد نے نبھائی۔انہوں نے رفقاء کو بتایا کہ اجتماع اُسرہ کو کیسے منعقد کیا جائے اور اُسرہ کی پیش رفت کا جائزہ کیسے لیا جائے۔اس سلسلے میں انہوں نے رفقاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے اور اشکالات کو احسن انداز میں حل کیا۔عصر تا عشاء کے دوران انجینئر حافظ نوید احمد نے تصور اُسرہ و نقیب اور مشاورت وتنقید کے آداب پر مدلل گفتگو کی۔18اگست کی صبح ناظم تعلیم وتربیت نے تنظیم کے دعوتی نظام اور اس میں نقیب کے کردار پر بحث کی۔انہوں نے واضح کیا کہ ہماری تربیت کا ایک اہم ذریعہ دعوت دین بھی ہے۔انہوں نے حلقہ قرآنی کی اہمیت اور فہم دین پروگرام کے تصور کو واضح کیا۔اسی دوران امیر تنظیم محترم حافظ عاکف سعید صاحب بھی تشریف لے آئے۔چائے کے وقفہ میں امیر محترم نے رفقاء کا تعارف حاصل کیا۔اس کے بعد انہوں نے انتہائی اہم موضوع ''علماء کرام اور دینی جماعتوں سے متعلق ہمارا موقف'' پر گفتگو کی۔انہوں نے رفقاء کو بتایا کہ علمائے حق کے ساتھ ہمارا ربط وتعلق بہت مضبوط ہونا چاہیے۔علمائے حق تنظیم کی فکر اور بانی محترم کے متعلق مثبت سوچ اور جذبات رکھتے ہیں۔اس دوران انہوں نے رفقاء کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

نماز ظہر کی ادائی اور کھانے کے وقفے کے بعد ناظم دعوت وتربیت نے اپنی گفتگو میں شرکاء پر زور دیا کہ تربیتی کورس کے دوران انہیں جن باتوں کی یاددہانی کرائی گئی ہے انہیں اپنی عملی اور تنظیمی زندگی میں بروئے کار لائیں اور اپنے اُسروں کو اس انداز میں منظم کریں اور چلائیں جس طرح انہیں سکھایا گیا ہے۔ان دو دنوں کے دوران نماز فجر کے بعد درس قرآن انجینئر نوید احمد نے اور نماز ظہر،عصر مغرب وعشاء کے بعد درس حدیث کی ذمہ داری ناظم حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی جناب خورشید انجم نے نبھائی۔(مرتب:انجینئر یوسف علی)

حلقہ خواتین کراچی جنوبی زیر اہتمام قرآن مرکز کراچی میں دورۂ ترجمہ قرآن

حلقہ کراچی جنوبی(حلقہ خواتین)کے زیر اہتمام ماہ رمضان کے دوران قرآن مرکز زمان ٹاؤن کورنگی نمبر4 میں دورۂ ترجمہ قرآن کا انعقاد کیا گیا،جس میں خواتین کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔پروگرام میں ترجمہ قرآن کی ذمہ داری اہلیہ عامر خان نے انجام دی۔پروگرام کا دورانیہ ابتدا میں ایک گھنٹہ رکھا گیا تھا،مگر بعد میں خواتین کی تعداد اور دلچسپی کے پیش نظر اسے بڑھا کر اڑھائی گھنٹے کر دیا گیا۔28رمضان کو ترجمہ قرآن کی تکمیل ہوئی۔اس دوران تنظیم اسلامی کی مطبوعات اور سی ڈیز کا سٹال بھی لگایا گیا،جس کی ذمہ داری بنت الطاف نے خوش اسلوبی سے سرانجام دی۔خواتین کی بڑی تعداد نے کتابوں کو خریداری میں دلچسپی لی۔اس پروگرام کے نتیجے میں چھ خواتین نے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔عیدالفطر کے بعد 13اگست کو صبح گیارہ بجے دورۂ ترجمۂ قرآن میں شامل خواتین کے لئے سوال وجواب کی نشست کا اہتمام کیا گیا۔سوالوں کے جواب دینے کے لیے زوجہ نوید احمد اور زوجہ عامر خان کو مدعو کیا گیا تھا۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو اپنے سامنے جھکا دے اور راہ دین میں محنت کرنے والے مسلمان بھائیوں اور بہنوں کی محنتوں کو قبول فرمائے۔آمین)

(رپورٹ:ہمشیرہ انجینئر نعمان اختر)

انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا پشاور کے زیر اہتمام دورۂ ترجمہ قرآن

قرآن حکیم کتاب مقدس ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو حیات انسانی کی پُر پیچ راہوں پر راہنمائی ودستگیری کرتا ہے لیکن یہ راہنمائی اسی وقت حاصل کی جاسکتی ہے جب قرآن کو سیکھا جائے اور اس کے معانی ومفاہیم کو سمجھا جائے۔بانی محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے تحریک رجوع الی القرآن کے تحت 1984ء کے رمضان المبارک میں جامع القرآن،قرآن اکیڈمی لاہور میں قرآن کو سمجھنے سمجھانے کا ایک منفرد سلسلہ شروع کیا،جس میں تراویح کے ساتھ ساتھ پڑھے جانے والے قرآن مجید کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کی جاتی۔اس سلسلہ کو بہت پذیرائی اور وسعت حاصل ہوئی۔اب تو یہ صورت ہے کہ دورۂ ترجمہ قرآن مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور اور دوسری انجمن ہائے خدام القرآن کی خصوصیت بن چکا ہے۔حسب سابق امسال بھی ملک بھر میں ماہ رمضان المبارک کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن مع تراویح کے پروگرام ہوئے۔پشاور میں دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام انجمن خدام القرآن خیبر پختونخوا کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی حلیم ٹاور میں منعقد ہوا۔ترجمہ قرآن کی ذمہ داری حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے ناظم خورشید انجم نے سرانجام دی۔قاری محمد زبیر اور قاری محمد شعیب انجم نے تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت حاصل کی۔اللہ تعالیٰ نے دونوں حفاظ کرام کو حسن صوت سے نوازا ہے اور قرآن حکیم کو اس طرح صاف اور واضح انداز میں پڑھتے ہیں کہ ایک ایک لفظ واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے۔شرکاء نے ان کی قراءت اور انداز تلاوت کو بے حد پسند کیا۔

قرآن اکیڈمی حلیم ٹاور میں ہونے والا یہ ساتواں دورۂ ترجمہ قرآن تھا۔مجلس منتظمہ کے فیصلے کے مطابق پروگرام کا کوآرڈینیٹر برادرم امجد کو مقرر کیا گیا تھا،جنھوں نے انتظامات کو پچھلے سالوں کی نسبت سے بہتر بنانے کی بھرپور سعی کی،جس کا اعتراف شرکاء دورہ نے بھی کیا۔پروگرام کی تشہیری مہم کے دوران ہینڈ بلز،چارٹس اور رکشوں کے پیچھے پینا فلیکس کا استعمال کیا گیا۔ایک جامع منصوبہ بندی کے تحت اس سال پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو بھی تشہیری مہم کا حصہ بنایا گیا،جس کے لئے راقم نے فرداً فرداً تمام اخبارات وچینل کے دفاتر کا دورہ کیا اور رمضان سے قبل قرآن اکیڈمی میں ایک عشائیہ کا بندوبست کیا گیا،جس میں پشاور کے مشہور اخبارات مشرق،آج،آئین،اور ایکسپریس کے نمائندوں کے علاوہ ٹی وی چینلز جیو،ڈان،دنیا،سماء اور ابتک کے نمائندوں کو خصوصی طور پر مدعو کر کے پروگرام کے بارے میں بریفنگ دی گئی۔الحمدللہ،تمام اخبارات اور چینلز نے دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کو بھرپور کوریج دی۔اخبارات نے بیانات وتصاویر اور سپیشل ایڈیشن شائع کیے۔جیو،ڈان،دنیا،سماء اور ابتک نے 120 سیکنڈ کے Packege نشر کیے۔دورۂ ترجمہ قرآن پروگرام سے روزانہ اوسطاً دوسو افراد مستفید ہوتے رہے۔ناظم حلقہ خورشید انجم پہلے آٹھ رکعات،پھر4رکعات اور پھر آٹھ رکعات سے قبل ان میں پڑھی جانے والی آیات کا ترجمہ بیان کرتے اور جہاں ضرورت محسوس ہوتی تشریح کر دیتے۔تاویل عام کے ذریعے آیات کا دور حاضر پر انطباق کرتے اور روزمرہ کی مثالوں کے ذریعے قرآن مجید کے مختلف مقامات کو لوگوں کے سامنے واضح کرتے۔اگرچہ موسم کافی گرم

اور حبس زدہ تھا، لیکن حلیم ٹاور انتظامیہ کی طرف سے ایرکنڈیشنر کی سہولت اور لوڈ شیڈنگ کی صورت میں انجمن خدام القرآن کی طرف سے ایرکنڈیشنر چلانے والے جنریٹر نے موسم کی حدت کو کم کر دیا تھا۔ دورۂ ترجمہ قرآن کے دوران شرکاء نے پروگرام کے بارے میں اپنے تاثرات میں پروگرام کے انتظامات کو سراہا اور چند خامیوں کی طرف بھی توجہ دلائی، جن کی بروقت اصلاح کی گئی۔ روزانہ 12 تراویح کے بعد وقفہ میں سامعین کے لئے چائے کا انتظام کیا جاتا رہا۔

27 رمضان المبارک کو شرکاء دورہ کے لئے افطار کا اہتمام کیا گیا تھا، جس میں تنظیم اسلامی نوشہرہ کے ناظم دعوت و تربیت فضل حکیم نے ملٹی میڈیا کی مدد سے ''عبادت رب'' کے موضوع پر گفتگو کی اور شرکاء پر دینی فرائض کے صحیح اور جامع تصور کو واضح کرتے ہوئے ان کے سامنے تنظیم کی دعوت رکھی، جس کے نتیجے میں کئی احباب نے اُسی وقت بیعت فارم پُر کر کے سٹال پر جمع کرا دیے۔ رفقاء کی محنتوں اور کاوشوں کا اصل اجر تو آخرت میں ملے گا لیکن نقد احباب کا تنظیم میں شامل ہونا اللہ عزوجل کی خاص مہربانی اور عنایت ہے۔ اللہ رب العزت تمام رفقاء و احباب کو جنہوں نے اس پروگرام میں جانی و مالی معاونت کی ہے، جزائے خیر عطا فرمائے۔

پروگرام کے دوران تنظیم اسلامی اور بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتب اور CDs کا سٹال بھی لگایا گیا۔ سٹال کی ذمہ داری برادرم علی اصغر نے انجام دی۔ رمضان گفٹ پیک کو حاضرین نے سراہا اور خرید کر تحفہ رمضان کے طور پر استعمال کیا۔ علاوہ ازیں سٹال پر ''بیان القرآن'' رعایتی قیمت پر رکھی گئی تھی، جس سے شرکاء نے بھرپور استفادہ کیا۔ (مرتب: محمد فاروق ثاقب)

- قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟
- قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کا فلسفہ کیا ہے؟
- عیدالاضحیٰ اور قربانی میں باہم چولی دامن کا ساتھ کیوں ہے؟
- حج کے موقع پر منیٰ میں کی جانے والی قربانی اور اس موقع پر پوری دنیا میں کی جانے والی قربانی میں کیا ربط وتعلق ہے؟

ان سوالات کی وضاحت کے لیے مطالعہ کیجئے:

عیدالاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اور

حج اور عیدالاضحیٰ اور اُن کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

قیمت اشاعت خاص: 35 روپے، اشاعت عام: 20 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون 35869501-03
maktaba@tanzeem.org

PEARLS OF WISDOM

Hadith 1

Abdullah ibn Umar (may Allah be pleased with him) narrates that the Messenger of Allah (may Allah bestow peace and blessing upon him and his family) said, '*A time shall come to the people that nothing of the Quran shall remain except its script, nothing of Islam but the name that they use and they are the furthest people from it, their Masjids are structures devoid of guidance. The jurists of that time are the worst of those below the shadows of the sky; from them tribulations emerge and to them it returns.*'

Hadith 2

Abu Hurayrah (may Allah be pleased with him) narrates that the Messenger of Allah (may Allah be pleased with him and his family) said, '*The hour is not established until disbelief of Allah is performed openly. This is from their speech about their Lord.*'

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''قرآن اکیڈمی گلشن سحر قاسم آباد، حیدر آباد'' میں

مبتدی
اور
ملتزم تربیتی کورسز

12 تا 16 اکتوبر 2013

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے

حلقہ حیدر آباد سے خصوصاً اور پورے سندھ سے عموماً زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ:
0333 2717617